رابن ہڈ کے کارنامے

تلخیص و ترجمہ: م۔ ندیم

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومت ہند

فروغ اردو بھون، FC-33/9، انسٹی ٹیوشنل ایریا، جسولہ، نئی دہلی۔110025

پہلی اشاعت	:	1986
تیسری طباعت	:	2011
تعداد	:	1100
قیمت	:	-/21 روپئے
سلسلۂ مطبوعات	:	515

Robinhood Ke Karname

by

M. Nadeem

ISBN :978-81-7587-587-6

ناشر: ڈائرکٹر، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، فروغ اردو بھون، FC-33/9، انسٹی ٹیوشنل ایریا،
جسولہ، نئی دہلی 110025، فون نمبر: 49539000، فیکس: 49539099
شعبۂ فروخت: ویسٹ بلاک-8، آر۔ کے۔ پورم، نئی دہلی-110066
فون نمبر: 26109746، فیکس: 26108159
ای۔میل: urducouncil@gmail.com، ویب سائٹ: www.urducouncil.nic.in
طابع: لاہوتی پرنٹ ایڈز، جامع مسجد، دہلی۔
اس کتاب کی چھپائی میں (70GSM, TNPL Maplitho(Top کاغذ استعمال کیا گیا ہے۔

پیش لفظ

پیارے بچو! علم حاصل کرنا وہ عمل ہے جس سے اچھے برے کی تمیز آ جاتی ہے۔ اس سے کردار بنتا ہے، شعور بیدار ہوتا ہے، ذہن کو وسعت ملتی ہے اور سوچ میں نکھار آ جاتا ہے۔ یہ سب وہ چیزیں ہیں جو زندگی میں کامیابیوں اور کامرانیوں کی ضامن ہیں۔

بچو! ہماری کتابوں کا مقصد تمھارے دل و دماغ کو روشن کرنا اور ان چھوٹی چھوٹی کتابوں سے تم تک نئے علوم کی روشنی پہنچانا ہے، نئی نئی سائنسی ایجادات، دنیا کی بزرگ شخصیات کا تعارف کرانا ہے۔ اس کے علاوہ وہ کچھ اچھی اچھی کہانیاں تم تک پہنچانا ہے جو دلچسپ بھی ہوں اور جن سے تم زندگی کی بصیرت بھی حاصل کر سکو۔

علم کی یہ روشنی تمھارے دلوں تک صرف تمھاری اپنی زبان میں یعنی تمھاری مادری زبان میں سب سے موثر ڈھنگ سے پہنچ سکتی ہے اس لیے یاد رکھو کہ اگر اپنی مادری زبان اردو کو زندہ رکھنا ہے تو زیادہ سے زیادہ اردو کتابیں خود بھی پڑھو اور اپنے دوستوں کو بھی پڑھواؤ۔ اس طرح اردو زبان کو سنوارنے اور نکھارنے میں تم ہمارا ہاتھ بٹا سکو گے۔

قومی اردو کونسل نے یہ بیڑا اٹھایا ہے کہ اپنے پیارے بچوں کے علم میں اضافہ کرنے کے لیے نئی نئی اور دیدہ زیب کتابیں شائع کرتی رہے جن کو پڑھ کر ہمارے پیارے بچوں کا مستقبل تابناک بنے اور وہ بزرگوں کی ذہنی کاوشوں سے بھرپور استفادہ کر سکیں۔ ادب کسی بھی زبان کا ہو، اس کا مطالعہ زندگی کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ بھٹ
ڈائرکٹر

رابن ہڈ کا بچپن

شام ہو چکی تھی لیکن رابن ہڈ کا کہیں پتہ نہیں تھا۔ وہ دوپہر کا کھانا کھا کر گھر سے نکلا تھا اور اب تک واپس نہیں آیا تھا۔ رابن ہڈ کے ماں اور باپ دونوں پریشان تھے۔ باپ کو غصّہ آرہا تھا لیکن ماں فکر مند تھی اور بار بار دروازہ پر جاکر دیکھتی تھی۔ آخر باپ رابن ہڈ کو تلاش کرنے گھر سے نکلا اور جنگل کی طرف چل دیا جہاں اکثر رابن ہڈ کھیلنے جایا کرتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ رابن ہڈ کو جنگل بہت اچھا لگتا ہے وہ کہیں اور نہیں گیا ہوگا۔! اُسے دُور ایک سایہ سا دکھائی دیا۔ یہ رابن ہڈ ہی تھا۔ باپ نے اطمینان کی سانس لی۔ رابن ہڈ کے کپڑے پھٹے ہوئے اور بال بکھرے ہوئے تھے۔ ماں نے اُسے سینہ سے چمٹا لیا۔

"تم کہاں گئے تھے؟ اور یہ کپڑے کیسے پھٹے؟ سچ سچ بتاؤ ورنہ میں تمھاری ہڈیاں توڑ دوں گا" باپ غصّہ سے چلّایا۔

رابن ہڈ سہم کر ماں کے سینے سے چمٹ گیا۔

" ابا جان، میں جنگل میں چلا گیا تھا، جنگلی سور کو تلاش کرنے اس کو جان سے مارنے۔ مگر وہ مجھے کہیں نہیں ملا —" رابن ہڈ نے سچ سچ بتا دیا۔

" یہ ہماری اور تمھاری خوش قسمتی تھی کہ خونخوار سور تم کو نہیں ملا، ورنہ تم زندہ واپس نہ آتے۔ احمق کہیں کے۔" باپ نے جواب دیا۔ اس کا غصہ ٹھنڈا پڑ گیا تھا۔ وہ اپنے بیٹے کی بہادری سے دل ہی دل میں خوش ہوا —!

" لیکن جنگلی سور کو کیوں مار ڈالنا چاہتے تھے؟" باپ نے پوچھا۔

" ابا جان۔ میں نے اماں جان سے سنا تھا کہ اُن کے چچا جان نے اکیلے ہی ایک سور کو جان سے مار ڈالا تھا۔ اس سور نے کئی لوگوں کو زخمی کر دیا تھا، جو جنگل میں جانوروں کو چرانے جاتے تھے۔" رابن ہڈ نے معصومیت سے جواب دیا۔

ماں نے رابن ہڈ کو چائے بنا کر دی، کھانے کو دیا۔ پھر اُس کا مُنھ اور ہاتھ دُھلایا اور کپڑے بدلائے۔

" اماں میں گھنے جنگل میں بہت دُور تک چلا گیا تھا، وہاں چاروں طرف اونچے اونچے گھنے اور سایہ دار پیڑ تھے، طرح طرح

کے پرندے تھے، آگے جا کر مجھے کھُلا میدان دکھائی دیا، چاروں طرف ہری ہری گھاس کا فرش بچھا تھا۔ پاس ہی ندی بہہ رہی تھی۔ بڑا اچھا لگ رہا تھا۔" ماں رابن ہڈ کی باتیں غور سے سُن رہی تھی۔

"اور امّاں وہاں بہت سارے آدمی تھے۔ مجھے دیکھ کر میرے چاروں طرف اکٹھا ہو گئے۔ مجھ سے پوچھا کہ میں اتنی دُور اکیلے جنگل میں کیوں آیا ہوں۔"

"میں بالکل نہیں ڈرا۔ میں نے اُن سے کہا کہ میں جنگلی سؤر کو مار ڈالنا چاہتا ہوں۔ اُن لوگوں نے میری بہادری کی بہت تعریف کی اور مجھے کھانے کو میٹھے پھل دیے۔ اور کہا کہ جب میں بڑا ہو جاؤں تو اُن کے ساتھ آن کر جنگل میں رہوں ——!"

"خدا نہ کرے! وہ لوگ ڈاکو تھے۔ تُم اب وہاں کبھی مت جانا۔" ماں نے پریشان ہو کر کہا۔

"لیکن ماں وہ لوگ تو بڑے اچھے تھے۔ سب مل کر گا رہے تھے۔ جنگل کی زندگی کیسی اچھی ہوتی ہے، مجھے بہت پسند ہے ماں۔" رابن ہڈ نے خوش ہو کر کہا۔

ماں رابن ہڈ کی باتیں سُن کر پریشان ہو گئی۔ اس نے رابن ہڈ سے کہا: وعدہ کرو اب کبھی تُم جنگل میں نہیں جاؤ گے، آج تمھاری

وجہ سے تمھارے ابّا کو اور مجھے بہت پریشانی ہوئی۔"

رابن ہڈ ماں کو پریشان دیکھ کر بولا۔" میری پیاری امّاں میں وعدہ کرتا ہوں کہ اب کبھی جنگل میں کھیلنے جاؤں گا تو تم سے پوچھ کر۔ اب تو تم خوش ہو نا۔"

ماں نے اسے پیار کیا۔" شاباش تم اچھے بچّے ہو۔ اچھّے بچّے اپنے ماں باپ کا کہنا مانتے ہیں۔"

کئی برس بیت گئے، رابن ہڈ اب ایک چنچل، نٹ کھٹ بچّہ نہیں تھا، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اب وہ بڑا ہو گیا تھا، اور ایک بانکا نوجوان تھا۔ اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ کُشتی لڑنا، تیز دوڑنے، اُچھلنے اور ڈنڈوں سے لڑنے کا مقابلہ کرنا اس کا شوق تھا۔ تیر اندازی میں تو اس کا کوئی مقابلہ ہی نہیں کر سکتا تھا۔ اس کا نشانہ کبھی نہیں چوکتا تھا۔ وہ ایک عمدہ گھوڑ سوار تھا۔ یعنی گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر بیٹھ کر وہ میلوں تک گھوڑا دوڑا سکتا تھا۔

غرض رابن ہڈ ایک اچھا شہہ سوار، تیز دوڑنے والا، اور ماہر تیر انداز نوجوان تھا۔ اس کا جسم گٹھا ہوا تھا، وہ بہادر تھا اور اکیلے ہی چار آدمیوں کا صرف مکّوں سے مقابلہ کر سکتا تھا۔ بستی کے سارے لوگ اُس کی اِن خوبیوں سے واقف تھے۔ ساتھ ہی وہ خوش اخلاق اور ہنس مکھ بھی تھا۔

رابن ہڈ کا پہلا سفر

رابن ہڈ اب ایک بانکا نوجوان تھا، اس کے باپ نے سوچا کہ اب اس کو کسی کام میں لگانا چاہیے۔ اُس کا سڈول اور طاقتور جسم کا بیٹا تھوڑا سا تیز مزاج بھی تھا جس کی وجہ سے رابن ہڈ کا باپ تھوڑا سا پریشان تھا، لیکن ماں اور باپ دونوں اپنے خوبصورت اور صحت مند بیٹے پر فخر بھی کرتے تھے جو فرمانبردار تھا ان کا کہنا مانتا تھا۔ اس کے علاوہ رابن ہڈ کے دوست اُس کی خوش مزاجی کی وجہ سے اُس کو بہت پسند کرتے تھے۔

رابن ہڈ کا ایک نیک دل ماموں ناٹنگم شہر کے قریب ایک قصبہ میں رہتا تھا۔ وہ وہاں کا مکھیا تھا۔ وہ نوجوانوں کی ہمیشہ ہمّت افزائی کرتا تھا اور اُن کی مدد کرنے کو سدا تیّار رہتا تھا۔ رابن ہڈ کی ماں نے دل میں خیال کیا کہ اگر رابن ہڈ اپنے ماموں کے پاس پہنچ جائے تو اس کی خوبیاں ضائع نہیں ہوں گی۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ وہ اس بات

کو رابن ہڈ کے باپ سے کھل کر نہیں کہہ سکتی تھی۔ اسے ڈر تھا کہ کہیں رابن ہڈ کا باپ ناراض نہ ہو جائے۔ پھر اس کے ذہن میں ایک ترکیب آ گئی۔

ایک دن اس نے رابن ہڈ کے باپ سے کہا: "مجھے اپنے بھائی کو دیکھے بہت دن ہو گئے، میں چاہتی ہوں کہ چند روز کے لیے میں ناٹنگم شہر ہو آؤں اور اپنے بھائی کو دیکھ آؤں۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں، لیکن تم کو معلوم ہے کہ ناٹنگم شہر یہاں سے پچاس ساٹھ کلومیٹر کی دوری پر ہے، راستہ ایک جنگل سے ہو کر جاتا ہے، وہاں چوروں اور لٹیروں کا ڈر ہے، میں اتنے دن گھر سے غیر حاضر نہیں رہ سکتا۔" رابن ہڈ کے باپ نے جواب دیا۔

"ہاں، میں جانتی ہوں کہ میں اکیلی نہیں جا سکتی۔ کیا یہ مناسب نہ ہو گا کہ رابن ہڈ میرے ساتھ چلا جائے۔ اب وہ خیر سے جوان ہے اور میرا خیال ہے کہ میری اور اپنی حفاظت بخوبی کر سکتا ہے۔" رابن ہڈ کی ماں نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"میرا خیال ہے تم اپنے بہادر بیٹے کو اپنے بھائی کو دکھلانا چاہتی ہو! بہت خوب!۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں، تم شوق سے لے جاؤ۔

اس طرح رابن ہڈ میں خود اعتمادی بھی پیدا ہوگی۔" رابن ہڈ کے باپ نے ہنس کر کہا—

رابن ہڈ کی ماں یہ سُن کر خوشی سے پھولی نہ سمائی۔ اس کی ترکیب کامیاب ہوگئی تھی۔ وہ یہی تو چاہتی تھی۔ وہ دوڑی دوڑی گئی اور رابن ہڈ کو یہ خوش خبری سُنادی۔

رابن ہڈ یہ سُن کر خوشی کے مارے ناچنے لگا۔

"ماں ہم لوگ کب جائیں گے ماموں جان کے پاس۔" اس نے پوچھا۔

"بہت جلد۔ سفر کا سامان تیّار ہوتے ہی۔" ماں نے جواب دیا۔

سفر کی تیّاری شروع ہوگئی۔ اُن کے پاس سفر کا ایک ہی وسیلہ تھا یعنی گھوڑا۔ کھانے پینے کا سامان تیّار کیا گیا۔ گھوڑے کی زین کی مرمّت کی گئی، گھوڑے کے نعل بدلے گئے اور لگام چمکائی گئی۔ رابن ہڈ کے باپ نے راستہ کا پورا نقشہ تیّار کیا اور رابن ہڈ کو بٹھا کر سمجھایا کہ راستہ میں چوروں اور لٹیروں کے کہاں کہاں ٹھکانے پڑیں گے اور اسے کہاں راستہ بدلنا چاہیے۔

سارا سامان تیّار ہوگیا اور ماں اور بیٹا دونوں سفر کے لیے بالکل تیّار ہوگئے۔ ماں نے اچھے کپڑے پہنے اور گھوڑے پر بیٹھ

گئی۔ باپ نے ایک خنجر اور تلوار بیٹے کی کمر سے باندھے اور پھر دونوں
کو خدا حافظ کہا۔

ماں گھوڑے پر بیٹھی تھی اور رابن ہڈ گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے
ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ جنگل کا راستہ ختم ہوگیا تھا اور اب دھول بھرا
کچا راستہ شروع ہوگیا تھا۔ ان کا گھر اب کئی کلومیٹر پیچھے رہ گیا تھا۔
اب تک دونوں خیریت کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔

اچانک رابن ہڈ نے دو آدمیوں کو اپنے ہی طرف کے
راستہ پر دیکھا۔ رابن ہڈ نے تلوار نکال لی اور کسی بھی خطرہ
کا مقابلہ کرنے کو تیار ہوگیا۔ لیکن وہ دونوں آدمی اسی
کی طرح مسافر نکلے۔ کئی گھنٹے سفر کرتے کرتے وہ دونوں
اب ناٹنگم شہر کی سڑک تک پہنچ گئے۔ اب ان کی منزل
قریب آگئی تھی۔

رابن ہڈ کا ماموں اچانک اپنے بھانجے اور بہن کو دیکھ
کر بہت خوش ہوا۔ خاص کر رابن ہڈ کے گٹھے ہوئے
کسرتی بدن اور اس کی ذہانت سے وہ بہت متاثر ہوا۔ اور
اپنی بہن سے رابن ہڈ کی تعریف کی۔

" ارے گم ویل۔ دیکھو تمھارا بھائی اور پھوپھی آئی ہیں "

اس نے آواز دی اور رابن ہڈ نے دیکھا کہ اسی کی عمر کا ایک لمبا تڑنگا جوان، جس کے سنہرے بال تھے دوڑتا ہوا آیا اور اس سے لپٹ گیا۔ یہ اس کا ماموں زاد بھائی گم ویل تھا۔ جلد ہی وہ دونوں گہرے دوست بن گئے۔

نشانہ بازی کا مقابلہ

رابن ہڈ اپنے ماموں زاد بھائی گم ویل سے مل کر بہت خوش ہوا کیوں کہ وہ بھی اس ہی کی طرح کھلنڈرا اور ہنس مکھ نوجوان تھا۔ رابن ہڈ کے پہنچنے کے دوسرے دن وہاں ایک اور نیا مہمان آیا۔ یعنی گم ویل کی خالہ زاد بہن جس کا نام میرین تھا وہ اپنے باپ کے ساتھ آگئی۔ یہ دبلی پتلی سی لڑکی بہت خوبصورت تھی۔ اس کی آنکھوں سے تیزی اور شرارت جھلکتی تھی۔ وہ لڑکوں کے سارے کھیل کھیلتی تھی۔ بعض لڑکے تو دوڑ میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ وہ اچھی نشانہ باز بھی تھی۔ رابن ہڈ پہلی ملاقات ہی میں اس سے گھُل مل گیا۔

رابن ہڈ کے ماموں نے اپنے بھانجہ اور بہن کی آمد کی خوشی میں ایک بڑی دعوت کا انتظام کیا اور سارے قصبے کے لوگوں کو کھانے پر بلایا۔ بڑی بڑی میزوں پر قسم قسم کے کھانے چنے گئے۔ سب نے خوب پیٹ بھر کر دعوت اُڑائی۔ جب سب لوگ کھانے

سے فارغ ہو چکے، تو رابن ہڈ کے ماموں نے جو مکھیا بھی تھا، اعلان کیا کہ سب لوگ باہر گھاس والے لان میں چلے جائیں، وہاں ان سب کی تفریح کا اچھا سامان کیا گیا ہے۔ سارے مہمان باہر جا کر بیٹھ گئے۔

لان کے بیچ میں ایک بڑی سی میز بچھا کر اُس پر ایک کرسی رکھ دی، اور اُس کرسی پر میرین کو بٹھا کر رابن ہڈ کے ماموں نے اعلان کیا :

"میں بیٹی میرین کو اس تقریب کی شہزادی منتخب کرتا ہوں کیوں وہ سب سے خوبصورت لڑکی ہے۔"

سب لوگوں نے خوب تالیاں بجائیں۔

"حاضرین۔ میں آپ سب کو خوش آمدید کہتی ہوں اور اس تقریب کی شہزادی کی حیثیت سے یہ حکم دیتی ہوں کہ یہاں موجود نوجوان اپنی طاقت اور فن کا مظاہرہ کریں۔ پہلے ڈنڈے بازی کا مقابلہ ہو گا، پھر تلوار چلانے کا، اور سب سے آخر میں نشانہ بازی کا —!"

میرین نے اعلان کیا۔

رابن ہڈ یہ سُن کر بہت خوش ہوا۔ اس کا دل جوش سے بھر گیا۔ اس کو یقین تھا کہ وہ ان سارے مقابلوں میں ضرور نام پیدا کرے گا۔

کیوں کہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہ یہی کھیل تو کھیلتا تھا۔

مقابلہ شروع ہوا، ڈنڈے بازی میں رابن ہڈ کے مقابل نوجوان کہیں زیادہ اچھے تھے۔ رابن ہڈ اجنبی بھی تھا لیکن اس نے اپنے فن کا اس چابک دستی سے مظاہرہ کیا کہ وہ ہر مقابلہ کرنے والے سے جیت گیا۔ گاؤں کے لوگ یہ دیکھ کر دنگ رہ گئے کہ رابن ہڈ کا ڈنڈا اپنے مقابل کے سر پر بہت تیزی کے ساتھ گھومتا تھا اور مقابلہ کرنے والے کے ڈنڈے پر اتنی زور سے پڑتا تھا کہ دوسرے کے ہاتھ سے ڈنڈا چھوٹ پڑتا تھا۔

میرین اپنے دوست کی کامیابی پر بہت خوش تھی۔ اس کی خوشی کا ٹھکانہ، نہ رہا جب اس نے یہ دیکھا کہ رابن ہڈ تلوار بازی کے مقابلہ میں بھی سارے جوانوں سے جیت گیا ہے۔ قصبے کے نوجوانوں کے لیے یہ بڑی شرم کی بات تھی کہ ایک اجنبی نوجوان جو صرف دو دن پہلے ہی یہاں آیا تھا۔ وہ اُن سب سے بازی لے جائے۔ اس لیے اُن سب نے خوب ڈٹ کر رابن ہڈ کا مقابلہ کیا لیکن تلوار بازی میں بھی رابن ہڈ کا کوئی سامنا نہ کر سکا اور وہ جیت گیا۔

"شاباش۔ شاباش، رابن ہڈ" میرین نے خوشی سے تالیاں بجا کر اسے شاباشی دی

اب آخری مقابلہ تیر اندازی یا نشانہ بازی کا رہ گیا تھا۔ اور میرین کی دلی خواہش تھی کہ رابن ہڈ اس مقابلہ میں بھی کامیاب ہو جائے۔ لیکن نشانہ بازی میں رابن ہڈ کے مقابلہ میں نوجوان بھی خوب ماہر نشانہ باز تھے، اُن کو ہرانا آسان کام نہیں تھا۔ رابن ہڈ کے علاوہ دوسرے نشانہ بازوں کے تیر بھی ٹھیک نشانوں پر جا لگے، اس لیے نشانہ بازی کا فیصلہ نہ ہو سکا۔ اس لیے نوجوانوں نے میرین سے کہا کہ وہ کوئی ایسی ترکیب نکالے جس سے بہترین نشانے باز کا چناؤ ہو سکے۔

"اچھا۔ تو میری سمجھ میں ایک ترکیب آئی ہے۔ سرکنڈے کا ایک پتلا سا ٹکڑا زمین پر رکھا جائے اور چالیس فٹ کی دوری سے اس پر نشانہ لگایا جائے، جس کا تیر اس سرکنڈے کو چھید دے گا وہ سب سے اچھے نشانے باز کا خطاب پائے گا۔!" میرین نے اعلان کیا۔

"منظور ہے۔ منظور ہے۔!" سب نے اس تجویز کو پسند کیا۔

کئی نشانہ بازوں نے نشانہ لگایا لیکن کسی کا تیر اس پتلے سے سرکنڈے کے ٹکڑے کو نہ چھید سکا۔ آخر میں رابن ہڈ کا نمبر آیا، اس نے تیر کو کمان پر چڑھایا اور نشانہ باندھا۔ نوجوانوں نے اس کا

مذاق اڑایا۔

"میاں رابن ہڈ۔ یہ تمھارے بس کا کام نہیں ہے۔" ایک بولا۔

"اچھا تو دیکھو آنکھیں کھول کر۔" رابن ہڈ نے نشانہ لے کر تیر چھوڑا اور سر کنڈے کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ تیر نشانہ پر لگا تھا۔

"واہ! واہ! کیا نشانہ ہے!"

"رابن ہڈ۔ زندہ باد۔"

وہاں موجود لوگوں کے منھ سے بے اختیار نکلا۔ وہ سب رابن ہڈ کی تعریف کر رہے تھے۔

رابن ہڈ کی ماں کا دل فخر اور خوشی سے بھر گیا۔ رابن ہڈ کے ماموں کو بہت خوشی ہوئی اور میرین بھی اپنے دوست کی کامیابی پر بہت خوش ہوئی۔

اس طرح رابن ہڈ نے اپنے کارناموں سے سارے قصبے کا دل جیت لیا اور بہت مشہور ہو گیا۔

میلہ میں ہنگامہ

رابن ہڈ کے ماموں زاد بھائی نے اسے بتایا کہ جلدی ہی شہر ناٹنگم میں سالانہ میلہ شروع ہونے والا ہے۔ رابن ہڈ نے اب تک شہر کا کوئی میلہ نہیں دیکھا تھا، اس لیے وہ یہ بات سن کر بہت خوش ہوا۔

"مگر بھائی رابن ہڈ، ہم لوگ جب میلہ میں جاتے ہیں تو شہر کے لوگ ہمیں حقارت سے دیکھتے ہیں اور ہمارا مذاق اڑاتے ہیں اور ہمیں بہت پریشان کرتے ہیں۔" ول گم دیل نے کہا۔

"لیکن اس بار ہم اُن کو اس بدتمیزی کا مزہ چکھا دیں گے۔" رابن ہڈ نے جواب دیا۔

میلہ میں جانے کے لیے رابن ہڈ کے ساتھ نوجوانوں کی ایک پارٹی تیار ہوگئی اور وہ سب لوگ میلہ میں جا پہنچے۔ میرین بھی ساتھ تھی۔ میلہ میں خوب رونق تھی، دکانیں خوب سجی ہوئی تھیں اور لوگ خرید و فروخت کر رہے تھے۔ دکانداروں نے رابن ہڈ اور اس کے ساتھیوں سے

کچھ نہیں کہا لیکن شہر کے من چلے نوجوانوں نے رابن ہڈ اور اس کے ساتھیوں کا مذاق اڑانا شروع کر دیا۔ اور اُن پر پھبتیاں کسنے لگے۔

رابن ہڈ بڑی دلچسپی کے ساتھ میلہ میں ایک ایک چیز کو دیکھ رہا تھا، اسے بہت لطف آرہا تھا، اس نے پہلے کبھی شہر کا کوئی میلہ نہیں دیکھا تھا۔ شہر کے من چلے اس پر اور اس کے ساتھیوں پر برابر فقرے کس رہے تھے اور اُن کو، اُجڈ، دیہاتی، جنگلی مرغ، کہہ کہہ کر چڑا رہے تھے۔
رابن ہڈ کو غصہ آگیا، اور وہ بولا!

"آؤ ساتھیو، اِن بدتمیزوں کو سبق سکھلا دیں"

دیکھتے ہی دیکھتے مذاق اڑانے والوں کو گھیر لیا گیا، اور رابن ہڈ اور اس کے ساتھیوں نے اُن کی پٹائی کرنی شروع کر دی۔ وہ لوگ بھی تعداد میں بہت سارے تھے، نتیجہ یہ ہوا کہ خوب ڈٹ کر مقابلہ ہوا، اور اس ہنگامے میں کئی دوکانیں الٹ گئیں، اور میلہ میں بھگدڑ مچ گئی۔

شہر کے نوجوان رابن ہڈ اور اس کے ساتھیوں کو پکڑ کر پولیس کے حوالہ کرنا چاہتے تھے لیکن ان کو پکڑنا آسان نہ تھا۔ وہ لوگ تعداد میں کم ہونے کے باوجود بھاری پڑے اور اپنے مخالفوں کو مار بھگایا۔

رابن ہڈ چار پانچ آدمیوں سے تنہا مقابلہ کر رہا تھا۔ اس کے

ساتھی اچانک اُسے چھوڑ کر اِدھر اُدھر بھاگ نکلے۔ رابن ہڈ کو خبر نہیں تھی کہ شہر کوتوال میلہ میں آگیا ہے۔

"رابن ہڈ، بھاگو، سپاہی آرہے ہیں" رابن ہڈ کے ساتھیوں نے اسے خبردار کیا۔ لیکن وہ لڑنے میں اتنا مشغول تھا کہ اپنے ساتھیوں کی بات سن ہی نہ سکا۔ یہاں تک کہ سپاہیوں نے اُسے آن کر پکڑ لیا۔ اس نے اپنے آپ کو چھڑانے کی بہت کوشش کی لیکن سپاہی تعداد میں زیادہ تھے اس لیے وہ ان کا مقابلہ نہیں کرسکا اور پکڑ لیا گیا۔ اور اسے کوتوال کے سامنے پیش کیا گیا۔

"تم نے میلہ میں ہنگامہ کیا۔ کئی آدمیوں کو زخمی کر دیا اور ایک آدمی کو جان سے مار ڈالا۔ تم پر مقدمہ چلے گا اور سخت سزا ملے گی۔" کوتوال نے گرج کر کہا۔

"مگر جناب والا۔ ہم نے تو اپنی حفاظت کی تھی۔ ہم پر بدمعاشوں نے حملہ کیا تھا۔ ہم نے کسی کو جان سے نہیں مارا۔" رابن ہڈ نے جواب دیا۔

کوتوال نے سپاہیوں کو حکم دیا۔ "اس بدمعاش کو قید خانے میں ڈال دو۔"

بے چارے رابن ہڈ کو قید خانے کی کوٹھری میں ڈال دیا گیا۔ رابن ہڈ نے اس کوٹھری کو جس میں اسے قید کیا گیا تھا غور سے دیکھا۔

اور باہر نکلنے کی ترکیب سوچنے لگا۔ قید خانے کی چھت پرانی تھی اور بانسوں کی بنی ہوئی تھی۔ ایک جگہ روشنی اور ہوا کے لیے تھوڑی سی کھلی ہوئی تھی۔ اسے دیکھ کر رابن ہڈ نے دل میں کہا کہ یہی میری آزادی کا راستہ ہے۔

جب رات کا اندھیرا چھا گیا تو رابن ہڈ نے بہت احتیاط کے ساتھ اُس چھوٹے سے راستہ کو توڑ کر چوڑا کیا اور اوپر چھت پر پہنچ گیا اور وہاں سے نیچے کود گیا اور دیواروں کو پھلانگتا ہوا اپنے ماموں کے گھر جا پہنچا۔

دوسرے دن جب کوتوال کو رابن ہڈ کے بھاگ جانے کی خبر ملی تو اسے بہت غصہ آیا اور اس نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ رابن ہڈ کو زندہ یا مُردہ گرفتار کر کے لایا جائے۔

رابن ہڈ جانتا تھا کہ کوتوال کے سپاہی اس کو تلاش کرنے ضرور آئیں گے۔ اس لیے وہ بہت سویرے اُٹھ کر اپنی ماں کو ساتھ لے کر اپنے ماموں کے گھر سے روانہ ہو گیا۔ وہ اپنے گھر پہنچ گیا تھا لیکن اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ سپاہی جلد ہی اس کو پکڑنے یہاں بھی آئیں گے، وہ نہیں چاہتا تھا کہ اُس کے باپ پر کوئی مصیبت آئے۔ اس لیے اُس نے گھر کو چھوڑ دینے کا فیصلہ کر لیا۔ اس کا خیال تھا کہ

جب معاملہ ٹھنڈا ہو جائے گا تب وہ پھر اپنے گھر آجائے گا۔ اُس وقت تک کے لیے وہ جنگل میں چھپا رہے گا۔ ایسے سارے لوگوں کے لیے صرف جنگل ہی ایک ٹھکانہ تھا جو قانون سے بچنا چاہتے تھے۔ رآبن ہڈ پہلی بار جن لوگوں سے جنگل میں ملا تھا وہ اب تک اس کو یاد تھے۔

رآبن ہڈ سیدھا جنگل کے اندر چلا گیا۔ اُن جنگلوں سے اسے پیار تھا۔ وہ بچپن میں ان جنگلوں میں جا کر کھیلا کرتا تھا، آج اس کی زندگی کا نیا دور شروع ہو رہا تھا، اس کا پیارا جنگل اسے پکار رہا تھا ــــــ!

کوتوال کے سپاہی رآبن ہڈ کی تلاش میں اس کے ماموں کے گھر پہنچے۔

"ہمیں کوتوال صاحب نے رآبن ہڈ کو گرفتار کرنے کے لیے بھیجا ہے، آپ اس کو ہمارے حوالے کر دیں۔"

" وہ یہاں نہیں ہے۔ وہ یہاں سے چالیس کلومیٹر دُور رہتا ہے۔" رآبن ہڈ کے ماموں نے بتایا۔

"اگر وہ پاتال میں بھی ہوگا تو ہم اُسے ڈھونڈ نکالیں گے۔" سپاہیوں نے جواب دیا۔

سپاہیوں کو حکم ملا تھا کہ رآبن ہڈ کو زندہ یا مُردہ گرفتار کر کے کوتوال کے حضور میں پیش کیا جائے اس لیے وہ خالی ہاتھ واپس نہیں

جانا چاہتے تھے۔ وہ رابن ہڈ کے گھر تک جا پہنچے اور اس کے باپ کو کوتوال کا حکم سنایا۔

" رابن ہڈ یہاں نہیں ہے۔ وہ جنگل میں چلا گیا ہے۔ تم لوگ اگر اس کو گرفتار کر سکو تو ضرور کر لو۔ لیکن جنگل بہت گھنا ہے اور وہاں ہر پیڑ کی شاخ پر ایک آدمی تیر کمان لیے بیٹھا ہے، جس کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کسی کو اپنے گھر کو واپس جانا نصیب نہ ہو۔"

رابن ہڈ کے باپ نے ان کو بتایا۔

" ہم تیر کمان سے نہیں ڈرتے۔ ہم رابن ہڈ کو ضرور پکڑ لائیں گے۔"

ایک سپاہی بولا۔

لیکن جنگل کے کنارے کھڑے ہو کر جب سپاہیوں نے گھنے جنگل کو دیکھا تو اُن کی جنگل میں جانے کی ہمت نہ پڑی۔ جنگل بہت گھنا تھا۔ اُن کے دشمن کا کوئی بھی تیر اُن کے سینہ میں پیوست ہو سکتا تھا، اور وہ یہ دیکھ بھی نہیں سکتے تھے کہ اُن کا دشمن کہاں ہے؟ کچھ دیر وہ وہاں کھڑے رہے پھر نااُمید ہو کر واپس چلے گئے ___!

رابن ہڈ جنگل میں

اب رابن ہڈ کا حال سنیے ۔ وہ جنگل میں گھومتا پھرتا اندر چلا گیا۔ ہری ہری گھاس اور چشموں کو دیکھ کر اس کا دل خوشی سے جھوم اٹھا۔ اسے ذرا بھی ڈر نہیں لگا کہ وہ جنگل میں اکیلا ہے۔

اس نے سوکھی گھاس پھوس اکٹھا کی اور چقماق پتھر سے آگ جلا کر تاپنے لگا۔ اسے خبر نہیں تھی کہ وہ وہاں اکیلا نہیں ہے بلکہ اس کے چاروں طرف لٹیرے ہیں، وہ سب اس کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔

ایک بار رابن ہڈ نے جو نظر اٹھا کر دیکھا تو چاروں طرف اس کو آدمی دکھائی دیے۔ وہ ذرا بھی نہیں گھبرایا۔

"تم کون ہو؟ اور یہاں کیا کر رہے ہو" ایک آدمی نے پوچھا۔

"میں جیل نہیں جانا چاہتا۔ کوتوال کے آدمی مجھے گرفتار کرنا چاہتے تھے۔ اس لیے میں یہاں آگیا۔ اب میں یہیں رہوں گا" رابن ہڈ نے اطمینان سے جواب دیا۔

"تب تو تم ہمارے دوست ہو۔ ہم بھی زمینداروں، شاہی افسروں اور ظالم سپاہیوں کے ستائے ہوئے ہیں۔ ہم بھاگ کر اس جنگل میں آگئے ہیں" لٹیروں کے سردار نے اس سے کہا۔

رآبن ہڈ کی کہانی سُن کر وہ سب بہت خوش ہوئے۔ ان کو اپنے گروہ میں جوان اور بہادر آدمی کی ضرورت تھی، اور جیسا کہ آپ جانتے ہیں، رآبن ہڈ بہت اچھا تیر انداز اور تلوار باز جوان تھا اس کو انھوں نے خوشی خوشی اپنے گروہ میں شامل کر لیا۔ اس کو کھانے کے لیے پھل، ہرن کا گوشت اور بھنے ہوئے پرندے دیے۔

رفتہ رفتہ یہ خبر سارے علاقہ میں پھیل گئی کہ رآبن ہڈ جنگل میں بھاگ گیا ہے اور لٹیروں کے گروہ میں شامل ہو گیا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جس کسی پر زمیندار یا بادشاہ کے آدمی ظلم کرتے یا سپاہی اُسے پکڑنے آتے وہ جنگل میں بھاگ کر آجاتا اور رآبن ہڈ کے گروہ میں شامل ہو جاتا۔

رآبن ہڈ ایک شریف خاندان کا نوجوان تھا۔ وہ خود رحم دل اور شریف تھا۔ اس کے علاقے کے لوگ اس کی بہت عزّت کرتے تھے اور اس کو اپنا ہیرو مانتے تھے۔ چونکہ بادشاہ کے سپاہی اور زمیندار اکثر غریب کسانوں پر ظلم کرتے تھے اور ان کو ستاتے تھے رآبن ہڈ

زمینداروں کے خلاف تھا اس لیے کسان اور غریب لوگ اس کو اپنا حمایتی اور ہمدرد خیال کرتے تھے اور رفتہ رفتہ رابن ہڈ کی شہرت بڑھتی جا رہی تھی۔

رابن ہڈ کی بہادری کی وجہ سے اس کو گروہ کا سردار چن لیا گیا تھا۔ اس نے اپنے آدمیوں کو اچھے اور سڈول تیر بنانا سکھلائے۔ تیر اور کمان کے ساتھ ساتھ چھوٹی تلواریں حاصل کر کے دیں ... یہی نہیں اس نے اُن کو اچھی طرح تلوار چلانے، تیر کمان سے بہترین نشانہ لگانے اور مکہ بازی کی بھی ٹریننگ دی۔

اب تک گروہ کے آدمیوں کے پاس پھٹے پرانے لباس تھے لیکن رابن ہڈ نے اب اپنے آدمیوں کے لیے جنگل کے رنگ کا ہرا لباس تیار کرایا — اس طرح اب گروہ کے سارے آدمیوں کا لباس، جوتے اور ہتھیار ایک ہی طرح کے تھے، اُن کو لڑنے کا طریقہ آگیا تھا۔ اب وہ لٹیرے نہیں لگتے تھے بلکہ کسی تربیت یافتہ فوج کی ایک ٹکڑی دکھائی دیتے تھے۔

رابن ہڈ نے اُن کو اور بہت کچھ سکھایا، اس کے پاس ایک بگل تھا۔ بگل کی آواز سن کر اُس کے آدمیوں کو کیا کرنا چاہیے؟ کب چھپ جانا چاہیے اور کب دشمن پر حملہ کرنا چاہیے! مثلاً اگر تین مرتبہ زور زور

سے بگل بجایا جائے تو اس کا مطلب نکلتا تھا کہ رابن ہڈ کو فوراً
مدد کی ضرورت ہے۔ اور دو مرتبہ بجانے کا مطلب تھا کہ رابن ہڈ اپنے
آدمیوں سے خود بات کرنا چاہتا ہے، اور صرف ایک مرتبہ زور سے
بجانے کا یہ مطلب نکلتا تھا کہ دشمن پر گھات لگا کر حملہ کر دو۔ اسی طرح
سیٹی کی آوازوں کا خفیہ مطلب بھی اس کے گروہ کے آدمی سمجھ کر اس پر
عمل کر سکتے تھے۔

اس طرح رابن ہڈ کے گروہ میں اب ڈیڑھ سو آدمی ہو گئے تھے.
جو سب کے سب تربیت یافتہ تھے اور دشمن کا مقابلہ فوجی انداز سے
کر سکتے تھے۔

ایک دن رابن ہڈ نے اپنے گروہ کے سارے آدمیوں کو اکٹھا
کیا اور کہا :

" دوستو ہم کب تک اس جنگل میں چوروں اور بدمعاشوں کی
طرح چھپ کر رہیں گے ؟ اب وقت آگیا ہے کہ ہم سب یہاں سے باہر
نکل کر دنیا کو دکھلا دیں کہ ہم نہ تو چور ہیں اور نہ لٹیرے ہیں، بلکہ ہم بھی
اچھے آدمی ہیں۔ آپ سب کو معلوم ہے کہ زمیندار، تعلقہ دار ہم غریبوں
کا خون چوستے ہیں، ظلم کرتے ہیں اور بادشاہ کے سپاہی ہمیں لوٹتے

ہیں۔ ہماری فریاد کوئی نہیں سنتا۔ امیروں کے لیے قانون دوسرے ہیں، ہم غریبوں کے لیے دوسرے ہیں۔ ہمارے ساتھ کتوں سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا ہے۔ اب ہم اپنے غریب اور مظلوم بھائیوں کی کھل کر مدد کریں گے۔"

"سردار ہم تمھارے ساتھ ہیں۔ ہم تمھارا ہر حکم مانیں گے۔" سب لوگوں نے ایک زبان ہو کر کہا۔

"بس، ٹھیک ہے۔ اب تم لوگ اس جنگل سے نکل کر زمیندار اور بادشاہ کے سپاہیوں سے لڑنے کو تیار ہو جاؤ۔ ہم اب اُن کو مزہ چکھائیں گے۔" رابن ہڈ نے حکم دیا۔

"ہم سب تیار ہیں۔ تیار ہیں۔ سردار رابن ہڈ۔" سب نے ایک زبان ہو کر کہا۔

جانی پہلوان

ایک دن رابن ہڈ کی ملاقات ایک پیٹو، آدمی سے ہو گئی، جو بہت طاقتور تھا، اور ٹھگنے قد کا تھا۔ اُس سے کوئی کام نہیں لیتا تھا، کیوں کہ اس میں یہ عیب تھا کہ وہ ہر کام اپنی مرضی سے کیا کرتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوتا کہ آخر میں جھگڑا ہوتا تھا۔ لیکن وہ دل کا اچھا آدمی تھا۔ ہاں یہ ضرور تھا کہ وہ اکیلا تین آدمیوں کا کھانا کھا جاتا تھا، لیکن کام بھی زیادہ کرتا تھا۔ اس کا نام جانی پہلوان تھا۔ رابن ہڈ نے اس کو اپنے گروہ میں شامل کر لیا اور ہرے رنگ کا لباس بنوا دیا۔ اس کو تلوار اور تیر کمان چلانا سکھایا۔ رفتہ رفتہ جانی پہلوان سارے گروہ کا پسندیدہ آدمی بن گیا۔ کیوں کہ وہ نہ صرف بہادر تھا بلکہ زندہ دل اور ایماندار بھی تھا۔ رابن ہڈ کی غیر موجودگی میں، جانی پہلوان ہی گروہ کا سردار ہوتا تھا ـــــــ!

ایک دن کوئی مسافر اُدھر سے گزرا، رابن ہڈ کے آدمیوں نے

اُس مسافر کے ہاتھ پیر کس کر باندھ دیے اور اُسے رابن ہڈ کے پاس لے آئے ۔ رابن ہڈ یہ دیکھ کر بہت ناراض ہوا۔ اور اس مُسافر کے ہاتھ پیر کھولنے کا حکم دیا اور کہا کہ آیندہ کسی بھی آدمی کے ہاتھ پیر جانوروں کی طرح سے نہ باندھے جائیں۔!

وہ مُسافر کپڑے بیچنے والا تھا۔ اُس کے گھوڑے پر جو کپڑے کی گٹھریاں لدی ہوئی تھیں وہ موٹے اور سستے کپڑوں کی تھیں جو کسان مزدور مرد اور عورتیں استعمال کرتے ہیں۔

رابن ہڈ نے اس کو اچھا کھانا کھلایا اور کہا :

" بھائی تم غریب کسانوں کے ہاتھ اپنا کپڑا بیچ کر پیٹ بھرتے ہو اس لیے ہم تم کو چھوڑے دیتے ہیں ۔"

مُسافر بہت خوش ہوا اور اس نے وعدہ کیا کہ آیندہ وہ رابن ہڈ کے گروہ کے لیے ہرے رنگ کا کپڑا لائے گا۔

اس کپڑا بیچنے والے کی زبانی یہ بات گاؤں گاؤں پھیل گئی کہ رابن ہڈ رحمدل انسان ہے اور وہ غریبوں کو بالکل نہیں ستاتا۔ ہاں امیروں کا دشمن ہے، غریبوں کی مدد کرتا ہے ۔!

ایک ہفتہ کے بعد وہ سوداگر پھر آیا اور اس بار ہرے رنگ کا بہت سارا کپڑا اپنے ساتھ لایا۔ رابن ہڈ نے اس کپڑے کی قیمت

اس کو ادا کر دی۔ لیکن دو دن بعد بہت پریشان اور رنجیدہ سا واپس آیا اور رابن ہڈ سے بولا کہ راستہ میں ڈاکوؤں نے اُس کے روپئے اور گھوڑا چھین لیا۔ اور اب وہ کنگال ہوگیا ہے۔

رابن ہڈ سوداگر کے ساتھ اس جگہ پر آیا جہاں بقول اس کے ڈاکوؤں نے اس کو لوٹا تھا، لیکن رابن ہڈ کی سمجھ میں اس کی بات نہیں آئی۔ اب اسے یہ شبہ ہوا کہ سوداگر کہیں دھوکہ تو نہیں دے رہا ہے۔ لیکن رابن ہڈ نے اپنا شک اس پر ظاہر نہیں کیا، اور سوداگر کو اپنے ساتھ شیر وڈ کے جنگل میں واپس لے آیا۔

رابن ہڈ نے خُفیہ طور پر اپنے ایک آدمی کو سوداگر کے گھر بھیج دیا تاکہ وہ یہ دیکھے کہ واقعی اس کا گھوڑا ڈاکوؤں نے چھین لیا ہے۔ واپس آن کر آدمی نے اطلاع دی کہ سوداگر کا گھوڑا اس کے گھر کے اصطبل میں بندھا ہوا ہے۔

رابن ہڈ کو یہ معلوم کر کے بہت غصّہ آیا، اس نے سوداگر سے کہا: "تم نے ہمیں دھوکہ دینے کی کوشش کی۔ تمہارا گھوڑا تو تمہارے گھر بندھا ہے!"

سوداگر یہ سن کر ڈر کے مارے تھر تھر کانپنے لگا۔ واقعی اس نے جھوٹ بولا تھا۔ اور اس طرح اس سے رقم حاصل کرنا چاہی

تھی۔ اس نے اس بات کا اقرار کیا اور گڑگڑا کر معافی مانگی۔

رابن ہڈ نے کہا: "ہم تم کو معاف کر دیتے ہیں۔ آیندہ ایسا نہ کرنا۔ لیکن جو نفع تم نے ہمیں کپڑا فروخت کر کے کمایا ہے وہ واپس کرنا پڑے گا۔"

رابن ہڈ نے اپنے ساتھیوں کو اچھی طرح یہ بتا دیا تھا کہ غریبوں پر زیادتی کرنا نہیں چاہتے بلکہ اُن کی مدد کرنا ہے اور اگر کوئی نیک دل اور انصاف پسند زمیندار جو اپنے کسانوں پر ظلم اور زیادتی نہیں کرتا ہے وہ اس کو بھی پریشان نہیں کریں گے۔

" غریبوں اور لاچاروں کی مدد کرو، لیکن جو لوگ غریبوں پر ظلم کریں وہ ہمارے دشمن ہیں۔ ہم اُن کو لوٹیں گے، اور پریشان کریں گے۔" رابن ہڈ کا کہنا تھا۔

رفتہ رفتہ رابن ہڈ کا نام دُور دُور تک مشہور ہوگیا کہ رابن ہڈ غریبوں کا مددگار اور دوست ہے اور ظالموں کا دشمن ہے۔!

گڑھی پر حملہ

رابن ہڈ کو خبر ملی کہ میرین آج کل اس کے ماموں کے گھر آئی ہوئی ہے۔ کوتوال اس کے ماموں سے بہت ناراض تھا اس نے یہ الزام لگایا تھا کہ اس نے بادشاہ کی شکار گاہ سے ہرن کا شکار کیا ہے، اس پر مقدمہ چلے گا۔ کوتوال کے سپاہی اس کے ماموں کو گرفتار کرنے آئے تو دونوں طرف سے اچھی خاصی لڑائی ہوئی۔ اس لڑائی میں کوتوال کے کئی سپاہی مارے گئے اور بدقسمتی سے مارین کا باپ جو کہ وہاں مہمان کی حیثیت سے مقیم تھا، اور جس نے اس لڑائی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا، وہ بھی مارا گیا، ظاہر تھا کہ اب مارین کا کوئی اس دنیا میں نہ تھا، جو اس کی دیکھ بھال کرتا۔ اب مارین، رابن ہڈ کے ماموں کے یہاں رہنے لگی تھی۔

رابن ہڈ، جانی پہلوان کے ساتھ اپنے ماموں کی گڑھی میں پہنچا۔ اس کا ماموں، میرین اور اس کا چچازاد بھائی ول گم ویل ان

سے مل کر بہت خوش ہوئے۔

اُسی وقت ایک آدمی گھبرایا ہوا آیا اور بولا :

"غضب ہوگیا۔ کوتوال کے سپاہیوں کو خبر لگ گئی ہے کہ رابن ہڈ یہاں موجود ہے۔ سپاہیوں نے چاروں طرف سے گڑھی کو گھیر لیا ہے اور وہ تعداد میں بہت ہیں اور ہتھیاروں سے لیس ہیں۔"

رابن ہڈ کا ماموں یہ سُن کر بہت پریشان ہوا۔ لیکن رابن ہڈ اور جانی نے اس کو تسلی دی۔" ماموں جان آپ بالکل نہ گھبرائیں۔ ہم سب کو دیکھ لیں گے۔"

اُسی وقت گڑھی کے باہر سے ایک تیر چلایا گیا، اس کا مطلب تھا کہ لڑائی شروع ہوگئی۔ پھر دونوں طرف سے تیروں کی بارش سی ہونے لگی۔ یہاں تک کہ شام ہوگئی۔ کوتوال کے سپاہی گڑھی میں نہیں گھس سکے۔ اب رات کا اندھیرا چھا گیا تھا اس لیے دونوں طرف سے لڑائی کا سلسلہ ختم ہوگیا اور دوسرے دن کے لیے لڑائی ٹل گئی۔

صبح ہونے تک کوتوال کے سپاہیوں کی تعداد میں اضافہ ہو جائے گا، اور گڑھی سے بچ کر نکلنے کی امید کم ہو جائے گی، یہ سوچ کر رابن ہڈ رات کے اندھیرے سے فائدہ اٹھانے کی ترکیبیں

سوچنے لگا۔

اس زمانہ میں گڑھی کے چاروں طرف اونچی دیوار ہوتی تھی جس کو فصیل کہتے ہیں۔ اور نیچے چاروں طرف گہری خندق ہوتی تھی، اس کے اندر پانی بھرا رہتا تھا، یہ سب گڑھی کی حفاظت کے لیے کیا جاتا تھا تاکہ دشمن آسانی کے ساتھ اندر نہ داخل ہو سکے۔ رابن ہڈ، جانی پہلوان اور تین آدمی رات کے اندھیرے میں خاموشی کے ساتھ خندق میں تیر کر دوسرے کنارے پر پہنچ گئے۔ کوتوال کے سپاہی بے خبر سو رہے تھے۔ پانچوں آدمیوں نے اچانک ان کر حملہ کر دیا، سپاہی گھبرا کر اٹھے لیکن اندھیرے میں اُن کی سمجھ میں یہ نہ آسکا کہ حملہ آور کتنے ہیں؟ اور کہاں ہیں؟ اندھیرے میں وہ اپنے ہی آدمیوں سے لڑنے لگے اور ایک دوسرے پر لاٹھیوں تلواروں اور گھونسوں سے حملہ کرتے رہے۔

رابن ہڈ اور اس کے ساتھی اپنے دشمنوں کو زخمی کر کے سلامتی کے ساتھ خندق میں تیر کر پھر گڑھی میں پہنچ گیا، لیکن بدقسمتی سے ان کے ایک ساتھی کو کوتوال کے سپاہیوں نے پکڑ لیا۔ رابن ہڈ اپنے ساتھی کو بچانے کے لیے جانا چاہتا تھا لیکن اس کے ماموں نے اسے نہیں جانے دیا۔ اور کہا کہ کل صبح دیکھیں گے۔

دوسرے دن صبح سب لوگ اٹھ کر ہر طرح سے تیار ہو گئے۔
رابن ہڈ نے کھڑکی میں سے دیکھا کہ اس کے گرفتار کیے گئے ساتھی کو پھانسی دینے کی تیاری ہو رہی ہے۔ ایک آدمی رسّی لے کر پیڑ پر چڑھا ہوا ہے اور دوسرا آدمی نیچے کھڑا ہے۔ اور اس کا ساتھی بے چارہ اپنی پھانسی کا انتظار کر رہا ہے۔

رابن ہڈ اور جانی پہلوان نے تیر کمان سنبھالا، اور نشانہ لگایا رابن ہڈ کا تیر رسّی تھامے ہوئے سپاہی کے سینہ میں گھس گیا اور جانی پہلوان کا تیر زمین پر کھڑے ہوئے سپاہی کے گردن میں پیوست ہو گیا، اور وہ دونوں وہیں ڈھیر ہو گئے۔ اس موقع کو غنیمت جان کر قیدی بھاگ نکلا خندق پار کر کے گڑھی میں پہنچ گیا۔!

کوتوال کے سپاہیوں کا کافی نقصان پہنچ چکا تھا اُن کے کئی آدمی سخت زخمی ہوئے تھے اور دو تین مارے گئے تھے۔ اس لیے انھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ رابن ہڈ کو گرفتار کرنے کے لیے اس گڑھی کا بہت دنوں تک گھیراؤ کرنا پڑے گا۔ یہ سوچ کر وہ واپس چلے گئے، تاکہ سپاہیوں کی بڑی تعداد کے ساتھ پھر واپس آئیں۔

جب کوتوال کو یہ معلوم ہوا کہ رابن ہڈ گرفتار نہیں ہو سکا ہے۔ تو وہ بہت ناراض ہوا اور اپنے سپاہیوں سے بولا: "اب رابن ہڈ

کا پکڑنا بہت ضروری ہوگیا ہے۔ تم لوگ بزدل ہو۔ تم اس کو گرفتار نہیں کر سکتے، تو مجھے خود ہی اس کو گرفتار کرنا پڑے گا ــــــ!

رابن ہڈ قصائی کے بھیس میں

یہ بات کہ کوتوال اکیلا ہی رابن ہڈ کو گرفتار کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، پھیلتے پھیلتے رابن ہڈ کے کانوں تک پہنچ گئی۔

رابن ہڈ یہ سن کر بہت ہنسا۔

"میں کوتوال صاحب کو نا اُمید نہیں کروں گا، اُن کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا تاکہ ان کو تلاش کرنے کی زحمت نہ کرنی پڑے۔"

میرین اور جانی پہلوان یہ سن کر پریشان ہوگئے، ان کو معلوم تھا کہ رابن ہڈ جو کہتا ہے وہ کر دکھاتا ہے۔

"تم لوگ خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہو۔ میں کوتوال صاحب کو مزہ چکھانا چاہتا ہوں۔" وہ بولا۔

ایک دن اُس نے جانی پہلوان کو میرین کے پاس اس کی حفاظت کے لیے چھوڑا اور جلد ہی واپس آنے کا وعدہ کر کے بغیر یہ بتلائے کہ وہ کہاں جا رہا ہے چلا گیا۔

ابھی وہ اپنے ماموں کی گڑھی سے چند فرلانگ کچے راستہ پر پہنچا ہوگا کہ اس نے ایک قصائی کو دیکھا جو اپنی گھوڑا گاڑی میں گوشت لے کر، شہر ناٹنگم کے بازار میں بیچنے جارہا تھا۔ رابن ہڈ کے ذہن میں ایک شرارت آئی، اس نے اس غریب قصائی کو ایک معقول رقم دے کر اس کی گھوڑا گاڑی اور گوشت خرید لیا، اور اپنے کپڑوں سے قصائی کے میلے کچیلے کپڑے بھی بدل لیے، اور ان کپڑوں کی قیمت بھی اس کو ادا کر دی، قصائی اس سودے سے بہت خوش ہوا۔

رابن ہڈ اب ایک دیہاتی قصائی لگ رہا تھا، اور دل ہی دل میں خوش تھا۔ وہ گھوڑا گاڑی میں لدا ہوا گوشت لے کر سیدھا بازار جا پہنچا اور ایک جگہ دوکان لگا کر آواز لگانے لگا:

"عمدہ گوشت، ٹکے سیر۔"

"اچھا گوشت، تازہ گوشت، صرف ٹکے سیر۔!"

دوسرے قصائی اس نئے قصائی کو اتنا سستا گوشت فروخت کرتا دیکھ کر بہت پریشان ہوئے، اور اس کو بیوقوف اور پاگل کہنے لگے۔ ظاہر تھا کہ تمام گاہک اس کی دوکان پر اکٹھا ہو گئے اور دوسرے قصائی غصّہ میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے۔

رآبن ہڈ کی دوکان پر گاہکوں کی بھیڑ لگ گئی۔ ہر آدمی چاہتا تھا۔
کہ وہ سستا گوشت خریدے۔ شور بھی ہو رہا تھا اور بھیڑ بھی اکٹھا
تھی۔ اسی وقت وہاں کوتوال آنکلا اور بھیڑ دیکھ کر وہ قصائی کی دوکان
پر آیا۔

"تم اتنا سستا گوشت کیوں بیچ رہے ہو؟" اس نے سارا
حال معلوم کرنے کے بعد رآبن ہڈ سے کہا۔

"جناب والا۔ میں ایک کسان ہوں، اور میرے پاس کئی سو جانور
ہیں۔ ان کو دانہ اور چارہ کھلانا میرے بس کی بات نہیں۔ میں نے سوچا
کہ اِن کا گوشت بیچ کر فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔"

رابن ہڈ نے جاہل کسان کے انداز میں معصومیت سے ساتھ
جواب دیا۔

" توتم اپنے جانور میرے ہاتھ بیچ ڈالو، میں تم کو معقول قیمت
ادا کر دوں گا۔" کوتوال نے کہا۔

" حضور آپ بڑے سخی انسان ہیں۔ کیا سچ مچ آپ میرے
جانور خریدنا چاہتے ہیں یا مذاق کر رہے ہیں — ؟"

"نہیں قصائی میاں، میں تمھاری مدد کرنا چاہتا ہوں۔ میں
تمھارے سارے جانور خرید لوں گا۔" کوتوال نے یقین دلایا۔

"تب تو میں آپ کے ہاتھ اپنے سارے جانور بیچ دوں گا۔ آپ جو قیمت دیں گے مجھے بخوشی منظور ہوگی۔"

رابن ہڈ نے حامی بھر لی۔

کوتوال نے اس سے کہا کہ شام کو وہ اس کی حویلی میں آکر سودا طے کرلے اور اس کے ساتھ کھانا بھی کھائے۔ کوتوال بہت لالچی آدمی تھا اس نے سوچا کہ اس بیوقوف کسان کے سارے جانور سستے داموں خرید لے گا۔

رابن ہڈ دل ہی دل میں ہنس رہا تھا۔

رات کو کوتوال نے قصائی رابن ہڈ کو اپنی حویلی میں اچھا کھانا کھلایا اور پھر اس کے جانوروں کی خریداری کی بات کی۔

"کتنے جانور ہیں تمہارے پاس؟ کوتوال نے پوچھا۔

"جناب والا میں نے اب تک ٹھیک سے اُن کو گنا ہی نہیں، ہاں اندازاً سو ہوں گے۔"

رابن ہڈ نے احمقانہ جواب دیا۔

سودا تین سو روپیوں میں طے ہوگیا۔ دوسرے دن کوتوال جانور دیکھنے چل دیا۔ کوتوال گھوڑے پر سوار تھا جب کہ رابن ہڈ اپنی قصائیوں والی گھوڑا گاڑی پر۔

اب دوپہر ہو چکی تھی۔ کوتوال بار بار پوچھتا تھا کہ اب کتنی دُور اور چلنا ہے۔ رابن ہڈ بار بار اُس کو تسلّی دیتا تھا کہ اُس کا گھر بہت قریب ہی ہے۔ گرمی، بھوک اور پیاس کے مارے کوتوال کا بُرا حال تھا۔ وہ کبھی اپنے کو بُرا بھلا کہتا اور کبھی اُس بیوقوف قصائی کو، لیکن اسے یہ اِطمینان تھا کہ سودا بہت سستا ہے۔

آخر وہ دونوں شیروڈ کے گھنے جنگلوں کے قریب پہنچ گئے۔ اور ایک سایہ دار پیڑ کے نیچے آرام کرنے کو اتر پڑے۔

"جناب والا، میں نے سُنا ہے کہ اس جنگل میں کہیں رابن ہڈ کا ڈیرا ہے۔ کہیں اس سے سامنا نہ ہو جائے؟"

رابن ہڈ نے بناوٹی خوف سے کہا۔

کوتوال تھا تو بہت ڈرپوک، لیکن ساتھ میں شیخی باز بھی تھا۔ اپنا خوف قصائی پر ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا، حالانکہ وہ یہ سُن کر گھبرا گیا۔ اُس نے اپنا خوف چھپاتے ہوئے کہا۔

"میں رابن ہڈ کو مزہ چکھانا چاہتا ہوں، لیکن بھلا وہ میرے ہاتھ کیوں آنے لگا؟ اس بے چارے کو اپنی جان پیاری ہے۔ وہ جنگل میں چھپا رہتا ہے۔ سامنے آئے تو دیکھ لوں گا اُسے"

سامنے ہرنوں کا جھنڈ گھاس چر رہا تھا۔ رابن ہڈ بولا: "حضور

دیکھیے، دیکھیے۔ یہ ہیں میرے جانور۔ کیسے سُندر اور تندرست!۔

کوتوال نے ہرنوں کے غول کی طرف دیکھا اور غصّہ سے بولا:

"احمق کہیں کا۔ یہ تو ہرن ہیں، گائے، بیل اور گھوڑے کہاں ہیں؟"

"مگر میں نے گائے، بیل اور گھوڑے کب کہے تھے۔ میں نے تو جانور کہے تھے جناب" رابن ہڈ نے ایک قہقہہ لگایا اور اپنے کپڑوں کے اندر چھپی ہوئی تُرئی کو مُنھ سے لگایا اور اس کی آواز سُن کر دیکھتے ہی دیکھتے اس کے آدمی تیر کمان لیے چاروں طرف سے نکل پڑے۔

"کوتوال صاحب قبلہ! آپ کو مجھ سے ملاقات کرنے کی تمنّا تھی، لیجیے میں حاضر ہوں۔ آپ مجھے گرفتار کر سکتے ہیں۔ میرا نام رابن ہڈ ہے۔"

کوتوال یہ سن کر کانپ گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ اُس کے ساتھ دھوکہ ہوا ہے لیکن اب تو وہ اس جال میں پھنس ہی گیا تھا اور آسانی کے ساتھ نکل بھی نہیں سکتا تھا۔

کوتوال کی پریشانی دیکھ کر رابن ہڈ نے کہا:

گھبرائیے مت، ہم آپ کے ساتھ بُرا سلوک نہیں کریں گے۔ آپ ہمارے مہمان ہیں۔ ہم آپ کو بغیر کھانا کھلائے کیسے جانے دیں۔!

کوتوال نے بہت کہا کہ وہ دعوت نہیں کھانا چاہتا لیکن رابن ہڈ

نے اس کی ایک نہ مانی۔ اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر اندر جنگل میں اڈّے پر لے جایا گیا۔ عمدہ کھانا تیار کیا گیا۔ اور کوتوال کو پیش کیا گیا۔ وہ صبح کا بھوکا تھا، اس لیے خوب ڈٹ کر کھایا۔

آپ نے ہرن کا گوشت کھایا ہے۔ یہ ہرن بادشاہ سلامت کی شکار گاہ کے تھے۔ اگر بادشاہ کو یہ معلوم ہو جائے تو آپ کو پھانسی کی سزا ہو جائے۔"

رابن ہڈ نے کہا۔

کوتوال چپ چاپ سنتا رہا۔

"کیا اب میں جا سکتا ہوں؟" کوتوال نے رابن ہڈ سے پوچھا۔

"جی ہاں اب آپ جا سکتے ہیں، لیکن آپ نے جانوروں کا جو سودا طے کیا ہے اس کی قیمت ادا کرنی ہوگی۔"

کوتوال کی تلاشی لی گئی۔ اور ساری رقم لے کر اس کو واپس جانے کی اجازت دے دی گئی۔

رابن ہڈ کے آدمیوں نے اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر اُسے جنگل کے کنارے پر لا کر چھوڑ دیا۔ اور اُس کا گھوڑا بھی اس کو دے دیا۔

کوتوال بہت رنجیدہ اور غضبناک تھا۔ رابن ہڈ نے اس کو نہ صرف دھوکہ دے دیا تھا بلکہ اس کی رقم بھی اینٹھ لی تھی۔ بہرحال اُس نے قسم کھائی کہ وہ ایک دن رابن ہڈ کو گرفتار کر کے ہی دم لے گا۔!

نیا دوست

ایک دن رابن ہڈ کی ملاقات ول اسکارلٹ نام کے بہادر نوجوان سے ہوگئی جو اس کے گروہ میں شامل ہوگیا۔ لیکن یہ ملاقات بڑی دلچسپ انداز میں ہوئی تھی، دونوں میں تلوار بازی بھی ہوئی تھی۔

ہوا یہ کہ ایک دن رابن ہڈ ٹہلتا ہوا جنگل میں ایک ندی کے کنارے جا نکلا۔ اس نے دیکھا کہ ایک بانکا نوجوان جو اچھے کپڑے پہنے ہوئے تھا اور شکل وصورت سے کسی اچھے اور شریف خاندان کا لگتا تھا، اپنی تیر کمان سے، دُور چرنے والے ہرنوں پر نشانہ لگا رہا ہے۔ اس کا نشانہ اچوک تھا اس نے نشانہ باندھ کر تیر چھوڑا اور وہ تیر ٹھیک ہرن کے سینہ میں پیوست ہوگیا اور بے چارہ ہرن زمین پر جا پڑا۔

"واہ۔ کیا اچوک نشانہ ہے!" رابن ہڈ نے تالی بجا کر کہا۔

نوجوان، جس نے اب تک رابن ہڈ کو نہیں دیکھا تھا ایک دم

چوکنا ہو گیا، وہ یہ سمجھا کہ یہ آدمی بادشاہ کا کوئی سپاہی ہے، کیوں کہ ہرن بادشاہ کی ملکیت تھے اور ان کو شکار کرنے کی سزا پھانسی تھی!

نوجوان نے پھرتی کے ساتھ تیر کو کمان پر جوڑا اور بولا: "اگر تم کو اپنی جان پیاری ہے تو فوراً راستہ چھوڑ دو ورنہ یہ تیر تمھارے سینہ میں اُتر جائے گا۔ میرا نشانہ کبھی خطا نہیں کرتا ہے۔"

"ارے یار، میں تو تمھاری تعریف کر رہا ہوں کہ کیا عمدہ نشانہ ہے تمھارا، تم نے چالیس میٹر کی دُوری سے ہرن کے سینہ میں تیر اُتار دیا، اور تم ہو کہ خفا ہو رہے ہو!"

رابن ہڈ نے مسکرا کر جواب دیا۔

"میں کہتا ہوں تم میرے سامنے سے دفع ہو جاؤ ورنہ میں تمھارا قیمہ بنا دوں گا۔" نوجوان غصّہ میں بولا۔

"تم کس جنگل کے جانور ہو؟ اپنی تعریف پر بگڑ رہے ہو۔ اگر کوئی تمھاری بُرائی بیان کرے گا تو نہ جانے تمھارا کیا حال ہو گا؟" رابن ہڈ نے تیکھے پن سے جواب دیا۔

"اگر تم میں ہمّت ہے تو نکالو تلوار۔ ابھی پتہ چل جائے گا کہ میں کیسی بلا ہوں؟"

نوجوان نے تلوار نکال لی۔

"میں بھی شیخی بازوں کو کبھی معاف نہیں کرتا ہوں۔ لو سنبھلو" رابن ہڈ نے بھی تلوار نکال لی اور دونوں میں مقابلہ ہونے لگا۔

رابن ہڈ نے تھوڑی دیر ہی میں یہ اندازہ لگا لیا کہ اس کا مقابل کوئی معمولی تلوار باز نہیں ہے، ایک اچھا شمشیر زن ہے جنگل تلواروں کی جھنکار سے گونج رہا تھا۔ کافی دیر تک دونوں میں مقابلہ ہوتا رہا۔ دونوں نے اچھے پینترے دکھائے، لیکن وہ نوجوان تھک کر کمزور پڑنے لگا تھا۔ آخر میں اس کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر گر پڑی۔

"کیوں دوست؟ اب تو مان گئے کہ کوئی اور بھی ہے تمھارے علاوہ اس دنیا میں؟ خیر کچھ بھی ہو تم بہادر ہو۔" رابن ہڈ نے کہا۔

"میں یہاں رابن ہڈ سے ملنے آیا ہوں۔" نوجوان بولا۔

"رابن ہڈ تمھارے سامنے کھڑا ہے۔"

"ہاں تم واقعی رابن ہڈ ہو۔ میں نے تمھاری بہادری کے قصے سنے تھے۔ جیسا سنا تھا تم کو ویسا ہی پایا۔" نوجوان نے بڑھ کر رابن ہڈ سے ہاتھ ملایا۔

پھر اس نے اپنی کہانی سنائی کہ وہ ایک اچھے خاندان کا بیٹا ہے۔ ایک دن اس نے اپنے باپ کے نوکروں میں سے کسی نوکر کو غصہ میں اتنا مارا کہ وہ ادھ مرا ہو گیا۔ اگر وہ مر گیا تو اس

کی سزا پھانسی ہوگی۔ اس لیے وہ سزا کے خوف سے رابن ہڈ کے پاس جنگل میں آگیا ہے۔

دونوں میں گہری دوستی ہوگئی۔ رابن ہڈ اس کو اپنے ٹھکانے پر لے گیا، اپنے ساتھیوں سے اس کا تعارف کرایا اور اس کو اپنے گروہ کا ممبر بنا لیا۔

اب ول اسکارلِٹ رابن ہڈ کا بہترین دوست تھا۔ اور گروہ کا ایک قابل فخر آدمی۔

رابن ہڈ اور نائٹ (سورما)

رابن ہڈ کی دوستی ایک سورما سے ہو گئی۔ یہ سورما دوسرے
سورماؤں سے بہت مختلف تھا۔ وہ ایک نیک دل انسان تھا اور مصیبت
کا مارا ہوا تھا۔ ہوا یہ کہ یہ سورما ایک دن اپنے بہترین گھوڑے پر
سوار ہو کر شیرووڈ کے جنگل سے گزر رہا تھا۔ آپ جانتے ہی ہیں کہ اس
جنگل میں رابن ہڈ کے آدمیوں کا ٹھکانہ تھا۔

گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز سن کر جانی پہلوان کے کان کھڑے
ہو گئے۔ اُس نے پیڑ پر بیٹھے بیٹھے ہی آواز لگائی۔

"بہادر سورما خوش آمدید!"

سورما آواز سن کر رُک گیا۔ عموماً سورما مالدار ہوتے تھے،
اور بے رحم اور ظالم بھی۔ اس لیے رابن ہڈ اور اُس کے آدمی سورماؤں
کو ضرور پریشان کرتے تھے اور ان کا سامان اور رقم وغیرہ چھین لیتے
تھے اور غریبوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ لیکن یہ سورما جس کا نام

رچرڈ لی تھا وہ نہ تو ظالم تھا اور نہ ہی مالدار۔ بلکہ اس وقت وہ ایک پریشانی میں مبتلا تھا۔

سور مارچرڈ رک گیا۔

"ہمارا سردار آپ سے مل کر بہت خوش ہو گا، سور ما صاحب!"

جانی پہلوان نے سور ما کے گھوڑے کی لگام تھام کر کہا۔

"کون ہے تمہارا سردار؟" سور ما نے پوچھا۔

"رابن ہڈ"!

"رابن ہڈ کے بارے میں، میں نے بہت کچھ سنا ہے۔ مجھے رابن ہڈ سے مل کر بہت خوشی ہو گی!" سور ما نے جواب دیا۔

اس طرح وہ سور مارابن ہڈ اور اس کے گروہ کے درمیان جنگل میں پہنچ گیا۔ دونوں نے ایک دوسرے سے مل کر خوشی کا اظہار کیا۔

عمدہ کھانا تیار کیا گیا۔ لیکن جب سور ما کے سامنے کھانا رکھا گیا تو وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولا:

"جناب میں یہ کھانا نہیں کھا سکتا۔ میرے پاس چند سکے ہیں۔ میں کھانے کی قیمت ادا نہیں کر سکتا۔"

رابن ہڈ اور اس کے آدمیوں کو یہ سن کر بہت تعجب ہوا کیوں کہ سور ماؤں کے پاس اتنی رقم نکل آتی تھی کہ وہ اُن سے وصول کر کے

غریبوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے، لیکن یہ سُور ما عجیب تھا کہ اُس کے پاس کھانے کی رقم بھی ادا کرنے کو کچھ نہ تھا — !

اب جو رآبن ہُڈ نے غور کیا تو اِس نتیجہ پر پہنچا کہ سور ما کے گھوڑے کی زین بھی پُرانی ہے، اور سُور ما کے کپڑے اور ہتھیار وں کا بھی کچھ ایسا ہی حال ہے ۔ گھوڑا ابھی دُبلا ہو رہا ہے ۔

"معزز مہمان ۔ آپ کھانا کھائیے ۔ آپ سے کھانے کی کوئی قیمت نہیں لی جائے گی "، رآبن ہُڈ نے کہا ۔

دعوت میں ہرن کا گوشت تیار کیا گیا تھا ۔ سب نے مل کر کھایا ۔

رآبن ہُڈ نے جانی پہلوان سے کہا کہ وہ سور ما کے سامان کی تلاشی لے کر بتائے کہ کیا واقعی سور ما اتنا مُفلس ہے جیسا وہ ظاہر کر رہا ہے ۔!

جانی پہلوان نے سور ما کے سارے سامان کی تلاشی لی اور بتایا کہ اس کے سامان میں کچھ بھی نہیں نکلا ۔

جب کھانا ختم ہوا تو رآبن ہُڈ نے سور ما سے کہا :

"جناب آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی ۔ آپ مجھے معاف کریں کیا میں دریافت کر سکتا ہوں کہ آپ کس پریشانی میں مبتلا ہیں ؟"

"اس وقت میں ایک قلّاش انسان ہوں، لیکن اس سے پہلے میں ایک مالدار آدمی تھا۔ دو سال پہلے بیماری پھیلی اور میرے سارے مویشی بیماری میں ہلاک ہو گئے، میری دولت چوری چلی گئی۔ بدقسمتی سے میرے بیٹے کے ہاتھوں ایک آدمی زخمی ہو کر مر گیا۔ اس کی موت کا تاوان مجھے ایک بڑی رقم کی شکل میں ادا کرنا پڑا۔ تب جا کر میرے بیٹے کی جان بچ سکی۔ مجھے ایک پادری سے قرض لینا پڑا۔ اُس سے یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر اس کی رقم ایک خاص مدت تک ادا نہ کر پاؤں تو میں اپنی ساری زمین اس کے حوالے کر دوں گا۔"

سورما نے اپنی دکھ بھری کہانی سنائی۔ پھر بولا۔

"آج کا دن آخری دن ہے۔ میں اپنی ساری زمین پادری کے حوالے کرنے جا رہا ہوں۔ کیوں کہ میں اس کا قرض ادا نہیں کر سکتا۔"

"آپ کسی سے قرض کیوں نہیں لے لیتے، سورما صاحب؟" رابن ہڈ نے کہا۔

"بھائی مجھے کون قرض دے گا؟ میں ایک دیوالیہ انسان ہوں، سب کو معلوم ہے کہ میرے پاس ادائیگی کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔" سورما نے جواب دیا۔

"تو پھر آپ پادری سے کہیے کہ آپ کو کچھ مہلت دے دے۔"

رآبن ہڈ نے مشورہ دیا۔

"شاید آپ کو معلوم نہیں۔ پادری بہت سخت دل انسان ہے۔ اور لالچی بھی۔ وہ آج میرا بے صبری سے انتظار کر رہا ہوگا" سور ما نے بتایا۔

"اچھا محترم سور ما صاحب۔ آپ فکر نہ کریں۔ آپ ایک نیک دل اور شریف سور ما ہیں۔ میں آپ کو رقم قرض دے دوں گا۔ آپ سے جاکر پادری کے منھ پر مار دیں اور اپنی زمین کے کاغذات واپس لے لیں۔" رابن ہڈ نے کہا۔

"لیکن مہربانِ من۔ میں آپ کا قرض کیسے ادا کرسکوں گا؟" سور ما نے کہا۔

"آپ میرے قرض کی ادائیگی کی فکر نہ کریں۔ آپ کو جب سہولت ہو آپ کر دیں۔" رآبن ہڈ نے کہا۔

سور ما کو یہ سب باتیں خواب وخیال معلوم ہو رہی تھیں۔ رابن ہڈ نے دس ہزار روپیے ایک تھیلی میں رکھ کر سور ما کو پیش کیے۔ یہی نہیں سور ما کے گھوڑے پر نئی زن رکھی گئی۔ سور ما کو نئے کپڑے دیے اور رآبن ہڈ کے آدمیوں

نے سورما کے ہتھیاروں کو صاف کرکے چمکا دیا۔

اب سورما ایک تازہ دم اور خوش و خرم انسان تھا۔

رابن ہڈ نے سورما کو رخصت کیا۔ سورما نے رابن ہڈ اور اس کے ساتھیوں کا شکریہ ادا کیا اور جلد ہی پھر ملنے کا وعدہ کرکے رخصت ہوگیا۔

قرض کی واپسی

اس دن پادری بہت خوش تھا۔ اس نے صبح بہت عمدہ ناشتہ کھایا۔
پادری کو یقین تھا کہ سورما کے پاس اتنی رقم نہیں ہوگی کہ وہ قرض ادا
کرسکے، اور وہ یہ سوچ رہا تھا کہ آج دن کے بارہ بجے کے بعد وہ ایک
بڑی زمین کا مالک بن جائے گا۔

پادری نے مجسٹریٹ کو بھی بلا لیا تھا تاکہ جب سورما زمین منتقل
کرنے کی بات کرے تو مجسٹریٹ سرکاری گواہ کے طور پر وہاں
موجود ہو۔

دن کے بارہ بجنے والے تھے لیکن سورما کا اب تک کہیں
اتاپتا نہ تھا۔

"ممکن ہے بے چارے کا گھوڑا راستہ میں گر کر زخمی ہوگیا ہو۔"
مجسٹریٹ بولا۔

"یہ بھی تو ممکن ہے کہ بے چارہ سورما خود بیمار پڑ گیا ہو۔"

پادری نے کہا۔

"کہیں بے چارہ رابن ہڈ کے جنگل میں نہ پھنس گیا ہو" مجسٹریٹ نے کہا۔

" تو اس میں میرا کیا قصور ہے جناب۔ اگر سورما آج بارہ بجے تک نہیں آتا اور میرا قرض ادا نہیں کرتا، تو معاہدہ کے مُطابق۔ ساری زمین کا میں مالک بن جاؤں گا۔ آپ گواہ رہیں" پادری بے چینی کے ساتھ بارہ بجنے کا انتظار کر رہا تھا اور کمرے میں اِدھر اُدھر ٹہل رہا تھا۔

اُسی وقت ایک نوکر نے اطلاع دی کہ سورما صاحب آ گئے ہیں۔

پادری کا چہرہ مُرجھا گیا۔

" بلاؤ،، اس نے نوکر کو حکم دیا۔ اور خود کرسی پر بیٹھ گیا۔

فیصلے کا وقت آ گیا تھا۔ پادری کے آدمیوں نے بتایا تھا کہ سورما کی حالت ایسی نہیں ہے کہ وہ قرض ادا کر سکے۔

سورما کمرے میں داخل ہوا۔ وہ افسردہ تھا۔ اس نے پادری اور مجسٹریٹ کو سلام کیا اور ہاتھ ملایا۔ اور خاموشی کے ساتھ کُرسی پر بیٹھ گیا۔

" میرا خیال ہے کہ وقت بہت کم رہ گیا ہے۔ ہمیں معاملہ کی

بات کرنی چاہیے۔ سُورما صاحب کیا آپ میرا قرض ادا کر رہے ہیں "؟
پادری نے بے صبری سے کہا۔
" محترم پادری صاحب کیا آپ مجھ پر کرم کر کے مجھے چند دنوں کی مُہلت دیں گے۔"؟ سُورما نے کہا۔
" مجھے افسوس ہے کہ میں ایسا نہیں کر سکتا۔ یا تو آپ ابھی میرا قرض ادا کر دیں اور اپنی زمین کے کاغذات واپس لے جائیں یا اس کاغذ پر دستخط کر دیں۔ آپ کی ساری زمین میری ملکیت ہوگی"
پادری نے کاغذات میز پر پھیلا دیے۔
" میں مجسٹریٹ ہوں جناب، اور سرکاری کارندہ کی حیثیت سے اسی لیے آیا ہوں تاکہ ساری کارروائی ٹھیک طریقہ سے انجام پا جائے" مجسٹریٹ نے کہا۔
پادری دل ہی دل میں بہت خوش تھا۔ اُس کو یقین تھا کہ سورما کے پاس اتنی رقم نہیں ہے کہ وہ قرض ادا کر سکے۔
" آپ یا تو قرض ادا کر دیں ورنہ آپ کی ساری جائیداد پادری صاحب کی ملکیت ہو جائے گی" مجسٹریٹ نے سُورما کو خاموش دیکھ کر کہا۔
سُورما رچرڈی نے اپنے چوغہ کے اندر سے روپیوں کی تھیلی

نکال کر پادری کے سامنے رکھ دی۔

" لیجیے گن لیجیے۔ پُورے دس ہزار ہیں۔ میری خوش قسمتی ہے کہ مجسٹریٹ صاحب بھی اس وقت یہاں پر موجود ہیں۔" سورما نے مسکرا کر کہا۔

پادری کا دل بیٹھ گیا، اور اُس کا چہرہ مُرجھا گیا۔ چند لمحوں پہلے تک وہ سورما کی زمین کا مالک بن جانے کا خواب دیکھ رہا تھا لیکن اب اس کا خواب ٹوٹ چکا تھا۔ اور سارے منصوبے خاک میں مل گئے تھے۔

میز پر رکھے ہوئے کاغذات سُورما نے بڑھ کر اٹھا لیے۔

" لیکن ابھی تو آپ نے کہا تھا کہ آپ کو قرض ادا کرنے کے لیے مُہلت چاہیے!" پادری نے مری ہوئی آواز میں کہا۔

" لیکن آپ نے مجھے مُہلت کہاں دی؟ خیر اب آپ کا قرض ادا ہو گیا اور معاملہ ختم ہو گیا۔ آپ کا شکریہ۔" سُورما نے سارے کاغذات احتیاط سے جیب میں رکھ لیے۔ اور رخصت ہو گیا۔ پادری بہت غمگین تھا۔ اس نے دوپہر کا کھانا بھی نہیں کھایا۔

پادری کی مصیبت

پادری بہت غمگین تھا، اُسے اس بات پر حیرت تھی کہ سور مار چیرڈلی کے پاس اتنی بڑی رقم کہاں سے آگئی کہ اس نے قرض ادا کر دیا، اور اس کی زمین و جائداد پادری کے ہاتھ سے نکل گئی۔ دوسرے یہ کہ شیرڈ کے خطرناک جنگل سے سورما اتنی بڑی رقم لے کر کیسے بچ گیا۔ وہ تمام دن افسوس کرتا رہا۔

پادری نے فیصلہ کیا کہ وہ یہ رقم لے کر ناٹنگم شہر جائے گا اور کسی کاروبار میں لگا کر نفع کمائے گا۔ اس نے اپنی ساری رقم جو اس کے پاس تھی، نکالی اور اپنے سفر کے سامان میں کئی جگہ اس کو رکھا، اپنے پاس سفر خرچ کے لیے صرف بیس چاندی کے روپیے رکھے۔ اپنے چالیس نوکروں کو ساتھ لیا جو تیر کمان سے لیس تھے۔ وہ سب ناٹنگم شہر کے لیے روانہ ہو گئے۔

پادری بہت بزدل آدمی تھا۔ اس کے نوکر اس کے چاروں

طرف تیر کمان لیے چل رہے تھے اور وہ بیچ میں گھوڑے پر بیٹھا تھا،
لیکن پھر بھی اُس کا دل ڈر کے مارے دھک دھک کر رہا تھا۔ جب یہ
قافلہ شیروڈ کے جنگل کے کنارے پہنچا تو وہ رُک گیا۔ اور اپنے آدمیوں
سے بولا :

" تم لوگ ہوشیار ہو جاؤ۔ میں نے سنا ہے کہ یہاں ڈاکو رابن ہڈ
رہتا ہے۔ جیسے ہی تم کو شبہ ہو فوراً حملہ کر دینا۔"

ابھی یہ لوگ تھوڑی دور ہی گئے ہوں گے کہ پادری کے
گھوڑے پر رکھی ہوئی کاٹھی پر آن کر ایک تیر پیوست ہو گیا۔ اور
ایک پیڑ پر سے کسی نے زور سے کہا :

" رُک جاؤ۔" پادری نے گھبرا کر اِدھر اُدھر دیکھا، کہیں کوئی
نظر نہیں آ رہا تھا۔

" اپنے آدمیوں سے کہو کہ وہ تیر کمان پھینک دیں ورنہ سب
کے سینوں میں زہریلے تیر پیوست ہو جائیں گے۔"

" اچھا، اچھا۔ تیر مت چلانا۔ سپاہیو، اپنے تیر کماں زمین پر
ڈال دو۔" پادری نے گھبرا کر اپنے آدمیوں کو حکم دیا۔

اسی وقت رابن ہڈ کے ڈیڑھ سو آدمیوں نے ان کو چاروں
طرف سے آن کر گھیر لیا۔

"آپ لوگ، کون ہیں؟ کیا چاہتے ہیں"! ہم غریب مسافر ہیں۔ پادری نے کانپتے ہوئے کہا۔

"پادری صاحب گھبرائیے نہیں۔ ہمارے سردار رابن ہڈ نے آپ کو یاد کیا ہے۔ جو بھی مسافر ادھر سے گزرتا ہے وہ ہماری دعوت کھائے بغیر نہیں جاتا۔" جانی پہلوان نے کہا۔

رابن ہڈ کا نام سن کر پادری کا خون خشک ہوگیا۔ بہر حال ایک گھنے جنگل کے اندر سفر کرنے کے بعد یہ سارا قافلہ رابن ہڈ کے ٹھکانے پر پہنچا۔

رابن ہڈ نے پادری صاحب کا پر تپاک استقبال کیا اور عزت کے ساتھ اُن کو بٹھایا۔ اور اس کے آدمیوں کو پھل پیش کیے۔ پھر عمدہ کھانا تیار کرنے کا حکم دیا۔

کھانا بہت مزیدار تھا، پادری اور اُس کے آدمیوں نے خوب ڈٹ کر کھایا۔

"جناب والا، ہمارا یہ دستور ہے کہ ہم اپنے مہمانوں کو جو کھانا پیش کرتے ہیں۔ اُس کی معمولی قیمت وصول کرتے ہیں۔ اگر مہمان غریب ہوتا ہے تو اس سے کچھ نہیں لیتے۔" رابن ہڈ نے کہا۔

پادری بہت کنجوس آدمی تھا۔ اُس نے جھوٹ بولا۔"میں ایک

معمولی پادری ہوں، اور سفر میں ہوں۔ میرے پاس صرف تیس چاندی کے روپیے ہیں جو میرے سفر کے خرچ کے لیے مشکل سے پورے ہوں گے۔"

"ہاں اتنے روپیے آپ کے سفر کے لیے واقعی بہت کم ہیں۔ میں آپ سے لے کر کیا کروں گا۔" رابن ہڈ نے مسکرا کر جواب دیا۔

پادری سمجھا کہ اس نے جھوٹ بول کر چالاکی کا کام کیا ہے۔ لیکن رابن ہڈ کو دھوکہ دینا آسان کام نہ تھا۔

"پادری صاحب، جب آپ کھانا کھا رہے تھے اُس وقت ہمارے آدمیوں نے آپ کی تلاشی لی اور آپ کے سامان میں سے بڑی رقم نکلی۔ اس میں وہ رقم بھی ہے جو آپ نے سورما سے وصول کی تھی۔"

یہ سُن کر پادری کا بُرا حال ہو گیا۔ اُس کا چہرہ فق ہو گیا۔

"آپ نے جھوٹ بولا، ہمیں دھوکہ دینے کی کوشش کی، آپ کو اس کا جُرمانہ ادا کرنا ہوگا۔"

رابن ہڈ نے فیصلہ سنایا۔

"اب اس کی سزا یہ ہے کہ آپ کے خوش خوراک نوکروں نے جو

کھانا کھایا اور آپ نے جو کھایا اس کی قیمت اور جُرمانے کی رقم ملاکر کُل جو رقم بنتی ہے وہ آپ سے وصول کی جائے ۔"

حساب لگایا گیا۔ اور اتفاق سے سب ملاکر اتنی ہی رقم بنی جتنی پادری کے سامان میں سے نکلی تھی۔ حساب برابر ہو گیا۔

پادری کا دم نکلا جا رہا تھا۔ اس نے یہ رقم ایک ایک پیسہ کرکے اور لوگوں سے سود وصول کرکے اکٹھا کی تھی۔ لیکن وہ کر بھی کیا سکتا تھا۔ یہاں سے جان بچا کر نکلنے ہی میں اُس نے خیریت سمجھی۔ پادری کو اب یقین ہو گیا تھا کہ سورما کو یہ رقم رابن ہڈ نے ہی دی تھی۔

کچھ دنوں کے بعد سورما رچرڈلی کو جب اپنی جائیداد سے دس ہزار روپیہ وصول ہوئے تو وہ رابن ہڈ کو قرض واپس کرنے کے لیے آیا۔ لیکن رابن ہڈ نے اُسے بتایا کہ یہ قرض تو وہ پادری سے وصول کر چکا ہے۔ سورما اور رابن ہڈ اب بہت گہرے دوست تھے۔

انتقام

رابن ہڈ کو اپنے دوست میرین کو دیکھے ہوئے بہت دن بیت چکے تھے۔ اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ جلد ہی اس سے ملاقات کرنے آئے گا لیکن اس کو اپنے ماموں گم ویل کے یہاں جانے کا موقع ہی نہ مل سکا۔

ناٹنگم شہر کے قریب ایک غریب بڑھیا رہتی تھی، رابن ہڈ اس کی مدد کر دیتا تھا اور اس کی خبر گیری کے لیے خود جایا کرتا تھا۔ رابن ہڈ کو اس بڑھیا کی زبانی معلوم ہوا کہ اس کے ماموں کے ساتھ ایک افسوسناک حادثہ پیش آیا۔ ہوا یہ کہ سر گائی نام کے ایک بڑے زمیندار نے جس سے رابن ہڈ کے ماموں کی پرانی دشمنی تھی، رابن ہڈ کے ماموں کی گڑھی پر اچانک حملہ کر دیا۔ سخت لڑائی ہوئی اور اس لڑائی میں اس کا ماموں مارا گیا۔ اب گڑھی پر سر گائی زمیندار کا قبضہ ہے۔ میرین اور رابن ہڈ کے ماموں زاد بھائی کا کوئی پتہ نہیں کہ ان کا کیا حشر ہوا؟

یہ سن کر رابن ہڈ کو بہت افسوس ہوا۔ اس کی دوست میرین اور ماموں زاد بھائی ول گم ویل کے بارے میں کوئی پتہ نہ چل سکا کہ وہ گرفتار کر لیے گئے یا فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ وہ خدا سے دُعا کرنے لگا کہ وہ دونوں زندہ اور صحیح و سلامت ہوں۔

رابن ہڈ نے اپنے ساتھیوں کو اکٹھا کیا اور اُن کو یہ افسوسناک خبر سنائی۔ پھر حکم دیا کہ آج رات گڑھی پر حملہ کر کے سر گائی زمیندار کو مزہ چکھانا ہے۔ سب لوگ تیار ہو کر روانہ ہو گئے۔

رات اندھیری تھی۔ وہ سب گڑھی کے قریب پہنچ گئے۔ چاروں طرف خندق تھی اور اُس میں پانی بھرا ہوا تھا۔ رابن ہڈ نے حکم دیا کہ اب کوئی بات نہیں کرے گا۔ پھر اُس نے جانی پہلوان اور ول اسکارلیٹ سے کہا۔

"تم دونوں خندق پار کر کے جاؤ اور دیکھ کر آؤ کہ سر گائی اور اُس کے آدمی اس وقت کیا کر رہے ہیں؟"

وہ دونوں پانی میں تیر کر دوسری طرف جا پہنچے اور فصیل پر چڑھ کر اندھیرے میں غائب ہو گئے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آن کر خبر دی کہ اس وقت سب لوگ دعوت کھانے میں مشغول ہیں۔

رابن ہڈ کے آدمی ایک ایک کر کے فصیل پر چڑھ گئے۔ گڑھی کی

دیوار میں ایک جگہ سوراخ تھا۔ جانی پہلوان سب سے پہلے اس میں جا گھسا لیکن وہ اتنا موٹا تھا کہ پھنس گیا۔ اُس کو بڑی مشکل سے نکالا گیا۔ وہ اپنے موٹاپے کو کوس رہا تھا۔

"میں اب بڑے دروازے پر جا رہا ہوں۔ تم لوگ میرے پیچھے پیچھے رہنا۔ جب میں اشارہ کروں تب آنا۔" رابن ہڈ نے ہدایت کی۔

اُس نے لکڑی کا بھاری دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر سے پہریدار نے پوچھا: "کون ہے؟"

"میں رابن ہڈ ہوں، سر گائی سے ملاقات کرنے آیا ہوں۔ جا کر میرا پیغام پہنچا دو۔" رابن ہڈ نے کہا۔

پہریدار نے چھوٹی کھڑکی سے جھانک کر دیکھا۔ اندھیرے میں ایک آدمی کھڑا تھا۔ اُسے حیرت ہو رہی تھی کہ وہ یہاں تک کیسے پہنچا۔

"ٹھہرو۔ میں جا کر اطلاع کرتا ہوں۔" پہریدار نے جواب دیا۔

" سر گائی زمیندار نے پہریدار کی بات سُن کر کہا، " اس بدمعاش کو اندر بلا لو۔ وہ آج یہاں سے سلامت واپس نہیں جائے گا۔"

" لیکن وہ بڑا شاطر ہے۔ یہاں آنے میں کوئی چال نہ ہو اُس کی؟" کسی نے کہا۔

"میں اس سے ڈرتا نہیں ہوں۔ وہ میرے گھیرے سے یہاں کیا

چال چل سکتا ہے۔ ہوں۔ آنے دو اسے۔" سرگائی نے کہا۔

پہریدار نے بڑے پھاٹک کی کھڑکی کا ایک حصّہ کھولا اور کہا کہ اندر آجاؤ۔

رابن ہڈ نے پہریدار کو زور کا دھکّہ دیا اور اس کے سارے ساتھی اندر گھس گئے۔ پھر پہریدار کو ایک کوٹھری میں بند کر کے وہ سب بڑے ہال میں، جہاں کھانا ہو رہا تھا، پہنچ گئے۔

سرگائی نے رابن ہڈ اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر غصّہ سے کہا۔" ان نامعقولوں کو اندر آنے کی کس نے اجازت دی؟"

اس کا خیال تھا کہ رابن ہڈ تنہا آئے گا تو وہ اس کو بے عزت کرے گا اور گرفتار کرے گا لیکن اتنے سارے آدمیوں کو دیکھ کر وہ رابن ہڈ کا ارادہ بھانپ گیا، اور گھبرا کر کھڑا ہو گیا۔

" سپاہیو! ان سب کو ختم کر ڈالو۔ ایک بھی بدمعاش بچ کر نہ نکل پائے۔" اس نے حکم دیا۔

" ساتھیو، ہوشیار، سرگائی یہاں سے زندہ نہ نکل سکے۔" رابن ہڈ نے اپنے ساتھیوں کو خبردار کیا۔

لڑائی شروع ہو گئی۔ کھانے کی میز میدانِ جنگ بن گئی۔

سرگائی کے سپاہی اُس وقت اچھی پوزیشن میں تھے، اُن کے پاس

تلواریں اور بھالے تھے، جب کہ رابن ہڈ کے آدمیوں کے پاس ڈنڈے
تھے، لیکن وہ تھے سب بڑے بہادر اور نڈر۔ جو بھی سپاہی گرتا اُس
کی تلوار چھین لیتے۔

اس بڑے ہال میں تین چار بڑے بڑے لیمپ لٹکے ہوئے تھے
وہ ایک ایک کرکے ٹوٹ رہے تھے۔ کسی نے آخری لیمپ پر ڈنڈا
مارا اور وہ بھی ٹوٹ گیا، اب سارے ہال میں اندھیرا چھا گیا۔ اور
یہ اندازہ لگانا مشکل ہوگیا کہ کون دوست ہے اور کون دشمن۔ سرگائی
اندھیرے کا فائدہ اُٹھا کر بھاگ نکلا۔ اسی وقت یہ ہوا کہ لیمپ کے
تیل سے لکڑی کے فرش میں آگ لگ گئی اور یہ آگ چاروں طرف
پھیل گئی۔

"ساتھیو، ہوشیار، آگ پھیل رہی ہے!" رابن ہڈ نے اپنے
ساتھیوں کو خبردار کیا جو لڑنے میں مشغول تھے۔

آگ کی روشنی میں دیکھا تو سرگائی غائب تھا۔ اور آگ تیزی کے
ساتھ چاروں طرف پھیل رہی تھی، رابن ہڈ اور اس کے ساتھی جلدی
سے وہاں سے نکل کر خندق پار کرکے اس طرف آگئے۔ آگ کی لپٹیں
اونچی اٹھ رہی تھیں اور دُھواں نکل رہا تھا۔ سرگائی کے بچ کر نکل
بھاگنے کا سب کو افسوس تھا۔ رابن ہڈ کے دو ساتھی بھی اُس

لڑائی میں کام آئے تھے۔

رابن ہڈ کو گڑھی کے جل جانے کا دلی افسوس تھا کیوں کہ وہ یہاں آن کر کئی بار ٹھہرا تھا اور اپنی دوست میرین کے ساتھ یہاں کئی دن بتائے تھے۔

" اگر میرین اور اس کا ماموں زاد بھائی یہاں موجود ہوتے تو اس ہنگامہ کے بارے میں معلومات کرنے ضرور آتے۔ شاید وہ یہاں یہاں نہیں ہیں پتہ نہیں وہ لوگ زندہ بھی ہیں یا نہیں ؟ رابن ہڈ نے دل میں کہا۔

وہ تمام راستہ میرین کے بارے میں ہی سوچتا رہا۔

نیا دوست

ایک نیا آدمی رابن ہڈ کے گروہ میں اور شامل ہوگیا۔ وہ بہت پُر مذاق اور بہادر تھا، اُس کا نام فرائر ٹرک تھا۔

ہوا یہ کہ ایک دن رابن ہڈ ایک چشمہ کے کنارے پیڑ کی آڑ میں بیٹھا ہوا تھا۔ اُس نے دو آدمیوں کو آپس میں باتیں کرتے ہوئے سُنا:

ایک بولا: "یہاں پانی میں بہت ساری مچھلیاں ہیں۔"

دوسرا بولا: "مگر مجھے تو ایک بھی نظر نہیں آتی۔"

رابن ہڈ چوکنا ہوگیا۔ اُس نے آواز کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو وہاں صرف ایک ہی آدمی دکھائی پڑا۔ ایک موٹا، ٹھگنے قد کا گنجا آدمی مچھلیاں پکڑ رہا تھا۔

"یہاں مچھلیاں پکڑنا وقت برباد کرنا ہے۔" وہ بولا۔

"تو کہیں اور چلا جائے جہاں بہت ساری مچھلیاں ہوں۔"

اس نے خود ہی جواب دیا۔ وہ اپنے آپ سے باتیں کر رہا۔ رابن ہڈ

مسکرایا۔

"دل چسپ آدمی لگتا ہے۔" رابن ہڈ نے مُسکرا کر کہا۔

رابن ہڈ چشمہ کے ایک کنارے پر تھا اور وہ آدمی دوسرے کنارے پر۔

" صبح بخیر، آپ دونوں کے مزاج کیسے ہیں؟"

"شکریہ! بہت اچھے ہیں۔" موٹے آدمی نے بنا دیکھے جواب دیا۔

" میں دوسری طرف آنا چاہتا ہوں۔" رابن ہڈ نے کہا۔

"ضرور آجائیے کون روکتا ہے آپ کو آنے سے!"

جواب ملا۔

" لیکن کیسے آؤں؟"

" پانی میں گھس کر آیئے. اور اگر آپ اپنے کپڑے بھگونا نہیں چاہتے ہیں تو پھر اُڑ کر آجایئے۔" موٹے آدمی نے بے نیازی سے جواب دیا۔

"ذرا میری طرف دیکھو۔؟" رابن ہڈ نے غصّہ میں کہا.

اس آدمی نے گردن گھما کر دیکھا کہ رابن ہڈ تیر کمان لیے کھڑا ہے.

"اب تم کو اس چشمہ کے اِس طرف آنا ہے اور مجھے کندھے پر بٹھا کر دوسری طرف لے جانا ہے۔" رابن ہڈ نے حکم دیا۔

اُس آدمی نے سر ہلایا، اور بولا! "یہ بات تم کو پہلے ہی کہنا تھی، خیر میں آرہا ہوں۔"

وہ پانی میں گھس کر دوسرے کنارے پر پہنچا اور رابن ہڈ سے کہا" لو میرے کندھے پر بیٹھ جاؤ۔" رابن ہڈ اس کے چوڑے چکلے شانوں پر بیٹھ گیا، وہ دونوں دوسرے کنارے تک پہنچ گئے۔

کنارے پر پہنچتے ہی اس آدمی نے لپک کر تلوار اٹھالی اور رابن ہڈ سے کہا:" اب تمھاری باری ہے، مجھے اُس پار لے چلو۔"

وہ آدمی اتنے قریب تھا کہ رابن ہڈ تیر کمان نہیں چلا سکتا تھا، رابن ہڈ نے دل ہی دل میں کہا: " واقعی یہ آدمی بہادر لگتا ہے، مجھے ایسے ہی آدمیوں کی ضرورت ہے۔"

وہ آدمی رابن ہڈ کے کندھوں پر بیٹھ گیا۔ وہ بہت موٹا اور بھاری بھرکم آدمی تھا، رابن ہڈ کے قدم ڈگمگارہے تھے، کسی طرح وہ اس بوجھ کو لے کر چشمہ کے دوسرے کنارے تک پہنچ گیا۔

وہ آدمی قہقہہ لگا کر بولا:" بس اب ختم کرو مذاق، اتنا کافی ہے۔"

" نہیں ابھی ختم نہیں ہوگا۔ اب تم مجھے دوسرے کنارے پر لے چلو گے۔" رابن ہڈ غصہ میں بولا۔

" اچھا، میں لے چلتا ہوں، لیکن یہ آخری بار ہوگا۔" موٹے آدمی

نے کہا۔ جب وہ چشمہ کے بیچوں بیچ پہنچا تو اُس کے قدم ڈگمگا نے لگے اور اس نے سنبھلنے کی بہت کوشش کی لیکن پانی میں گر پڑا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ رابن ہڈ کے سارے کپڑے پانی میں بھیگ گئے۔

کنارے پر پہنچتے ہی رابن ہڈ نے اُس کے کندھوں سے اترتے ہوئے غصّہ سے کہا:

"تم نے جان بوجھ کر مجھے پانی میں گرایا ہے۔ تم کو اس کی سزا ملے گی۔"

"نہیں میں نے جان بوجھ کر تم کو نہیں گرایا۔ میرے بھی تو کپڑے بھیگ گئے ہیں۔" موٹے آدمی نے اپنی غلطی نہیں مانی۔

رابن ہڈ اس سے لپٹ گیا۔ پھر دونوں ایک دوسرے سے مکّو سے لڑتے رہے۔ چند منٹ کے بعد رابن ہڈ اس سے بولا:

"رکو۔ تم واقعی بہادر آدمی ہو۔ میں بہادر آدمیوں کو پسند کرتا ہوں۔"

"میں بھی خواہ مخواہ جھگڑا مول نہیں لیتا، لیکن پہل تم نے کی تھی۔"

"خیر ختم کرو جھگڑے کو۔ اب ہم تم دونوں ہاتھ ملالیں اور دوست بن جائیں۔" رابن ہڈ نے خوش دلی سے کہا۔

رابن ہڈ نے بغل میں لٹکی ہوئی تُرئی کو مُنھ سے لگایا اور تین بار بجایا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اُس کے سارے آدمی تیر کمان سے لیس وہاں موجود تھے۔

جانی پہلوان سب سے پہلے وہاں پہنچا، اُس نے گنجے آدمی کو دیکھ کر خوشی سے کہا۔

"ارے یار فرائر ٹرک تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"

"اس بھلے آدمی کو چشمہ کے ایک طرف سے دوسری طرف ڈھو رہا ہوں۔" فرائر ٹرک نے رابن ہڈ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"تو تم دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہو؟" رابن ہڈ نے کہا۔

"ہاں یہ میرا دوست اور میرا پڑوسی بھی ہے۔" جانی پہلوان نے کہا۔

"مجھے رابن ہڈ کہتے ہیں۔"

"مجھے فرائر ٹرک کہتے ہیں۔"

دونوں نے ایک دوسرے سے ہاتھ ملایا۔

"اچھا اب میرا بھی ایک کمال دیکھ لیجیے رابن ہڈ صاحب!"

اس نے سیٹی بجائی، اور ایک پالتو کُتا دوڑتا ہوا آن کر اُس کے قدموں سے لپٹ گیا۔ فرائر ٹرک نے کُتے کے سر پر ایک پتھر کا ٹکڑا

رکھ دیا۔ کتّا سدھا ہوا تھا، وہ بُت بن کر بیٹھ گیا۔ فاصلہ سے فرائرٹرک نے تیر کمان سے نشانہ لگایا اور کتّے کے سر پر رکھا ہوا۔ پتھر کا ٹکڑا دور جا گرا۔

"واہ، واہ! کیا اچوک نشانہ ہے تمھارا!"

رابن ہڈ نے تعریف کی۔

قصّہ مختصر فرائرٹرک، رابن ہڈ کے گروہ میں شامل ہوگیا۔ فرائرٹرک نے گروہ کے آدمیوں کو اچھی تربیت دی اور اچھی عادتیں سکھلائیں۔

پھانسی کے پھندے سے رہائی

سرگائی زمیندار کو جب یہ معلوم ہوا کہ اس کی گڑھی جل کر راکھ ہوگئی ہے اور اس کے ساتھ سارا سامان بھی ختم ہوگیا ہے تو اسں کو رآبن ہُڈ پر بہت غصہ آیا اور اس نے قسم کھائی کہ وہ رآبن ہُڈ کو اس حرکت کا مزہ چکھا کر ہی دم لے گا۔

وہ اپنے دوست ناٹنگم کے کوتوال کے پاس گیا تاکہ اسں سے مشورہ کرے اور مدد لے اور رآبن ہُڈ کو زندہ یا مُردہ گرفتار کر سکے۔

"وہ انسان نہیں بھوت ہے۔ رآبن ہُڈ کو پکڑنا ناممکن ہے۔" کوتوال نے کہا۔

"وہ بھوت نہیں ہے چالاک ضرور ہے۔ ہم اُس کو صرف دھوکہ دے کر پکڑ سکتے ہیں۔" سرگائی نے کہا۔

"آپ کے پاس کوئی ترکیب ہے؟" کوتوال نے پوچھا۔

"ہاں۔ میرے ذہن میں ایک ترکیب ہے۔ وہ یہ ہے کہ میں مسافر کا بھیس بدل کر جاؤں اور اس کو جنگل ہی میں جا پکڑوں" جہاں اس کا ٹھکانہ ہے، اور تلوار کی نوک پر اس کو یہاں لے آؤں" سرگائی نے کہا۔

"لیکن وہ بہت اچھا تلوار باز ہے!" کوتوال نے کہا۔

"ہوگا، لیکن تلوار بازی میں میرا دُور دُور تک کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا" سرگائی نے فخر سے کہا۔

"لیکن مجھے یہ کیسے معلوم ہوگا کہ آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے ہیں؟" کوتوال نے پوچھا۔

"میں اپنا بھونپو تین بار زور زور سے بجاؤں گا، آپ سمجھ لیجیے گا کہ میں نے رابن ہڈ کو گرفتار کر لیا ہے۔ آپ پھانسی کا پھندہ تیار رکھیے گا۔ اس کو چوراہے پر پھانسی دی جائے گی تاکہ دوسروں کو عبرت ہو" سرگائی نے اس یقین کے ساتھ کہا جیسے وہ رابن ہڈ کو ابھی پکڑ کر لا رہا ہے۔

کوتوال نے کچھ نہ کہا ویسے اسے شُبہ تھا کہ سرگائی رابن ہڈ کو پکڑنے میں کامیاب ہو سکے گا۔

سرگائی نے ایک مسافر کا بھیس بدلا، لمبا سا چوغہ پہنا اس میں تلوار کو چھپا لیا۔ ایک ترئی گلے میں ڈالی اور شیرووڈ کے جنگل کی طرف

روانہ ہوگیا۔

اب رابن ہڈ کا ماجرا سنیے۔ اُس نے جانی پہلوان اور ول اسکارلیٹ کو ناٹنگم شہر بھیجا تاکہ وہ گروہ کے آدمیوں کے لیے سبز رنگ کے کپڑے خرید لائیں۔ وہ دونوں غریب کسانوں کا بھیس بدل کر شہر کو چل دیے۔ شہر پہنچ کر ان دونوں نے ایک دکان سے ہرے رنگ کے کپڑے کے کئی تھان خرید لیے۔ وہ یہ بھول گئے کہ وہ پھٹے پُرانے کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور دوکاندار اُن کو شبہ کی نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔

جیسے ہی وہ لوگ دوکان سے کپڑا لے کر نکلے دوکاندار بھاگا بھاگا گیا اور کوتوال کے دفتر میں جاکر ساری بات بتادی۔ کوتوال کو یہ معلوم تھا کہ رابن ہڈ کے آدمی ہرے رنگ کا لباس پہنتے ہیں۔ اس کو شبہ ہوا کہ کہیں اِن دونوں آدمیوں میں کوئی ایک رابن ہڈ نہ ہو۔ وہ اپنے سپاہیوں کو لے کر ان کی تلاش میں نکل گیا۔

جانی پہلوان اور ول اسکارلٹ نے سپاہیوں کو اپنی جانب آتے دیکھ کر خطرہ محسوس کرلیا، وہ دونوں کپڑے کی گٹھری پھینک کر بھاگے۔ جانی پہلوان نے اپنے تیر کمان سے دو سپاہیوں کو زخمی کرڈالا۔ لیکن سپاہی تعداد میں زیادہ تھے اس لیے وہ دونوں بچ کر نہ نکل سکے اور پکڑ لیے گئے

"ان بدمعاشوں کو چورلاہے پر پھانسی دی جائے گی"، کوتوال نے حکم دیا۔ دونوں کے ہاتھ پیر رسّیوں سے باندھ دیے گئے اور پھانسی کا پھندہ تیار کیا گیا۔

"اب تُم دونوں کو رابن ہُڈ بھی نہیں بچا سکتا۔ ایک دن اُسے بھی پھانسی پر لٹکا دیا جائے گا"

"رابن ہُڈ غریبوں کا دوست۔ امیروں کا دشمن، زندہ باد، دونوں نے نعرہ لگایا۔ ان کے چاروں طرف ایک بڑی بھیڑ اکٹھا ہو گئی تھی۔ اُسی وقت تُرئی کی آواز سنائی دی۔ تین بار۔ کوتوال خوشی کے مارے اُچھل پڑا۔

"لو! رابن ہُڈ بھی گرفتار ہو گیا ہے۔ اب تُم تینوں کو ایک ساتھ پھانسی کے پھندے پر لٹکایا جائے گا" کوتوال نے خوش ہو کر کہا۔

اسی وقت جانی پہلوان اور وِل اسکارلٹ نے دیکھا کہ رابن ہُڈ کے کپڑے تار تار ہیں، سرگائی اس کو تلوار کی نوک پر لا رہا ہے رابن ہُڈ آگے آگے ہے اور سرگائی کی تلوار کی نوک اس کی پیٹھ پر رکھی ہے۔ یہ دیکھ کر دونوں کا دِل ڈوب گیا۔ ان دونوں نے دل میں کہا کہ آج کا دن بہت منحوسِ دن ہے۔ لیکن جیسے ہی وہ دونوں قریب آئے انھوں نے اپنے کپڑے اُتار پھینکے اور تلواریں نکال کر جانی پہلوان

اور ول اسکارلٹ کی رسیاں کاٹ دیں اور سپاہیوں پر حملہ کر دیا۔
یہ رابن ہڈ اور فرائر ٹرک تھے۔ یہ اتنی پھرتی کے ساتھ ہوا کہ لوگوں کی سمجھ ہی میں نہیں آیا کہ یہ کیا تماشہ ہو رہا ہے۔ وہ چاروں مجمع میں غائب ہو گئے اور شہر کی گلیوں میں گھومتے پھرتے جنگل میں جا پہنچے۔

جانی پہلوان نے پوچھا: "سر گائی کا کیا ہوا؟ وہ تو تم کو گرفتار کرنے گیا تھا، کوتوال نے بتایا تھا۔"

میں جنگل میں گھوم رہا تھا۔ اُس نے مجھے لکڑ ہارا سمجھا اور کہا کہ وہ رابن ہڈ کو پکڑنے آیا ہے۔ میرا پتہ پوچھنے لگا۔

"جب میں نے اُس سے کہا کہ میں ہی رابن ہڈ ہوں تو اس نے اپنی تلوار نکال لی اور مجھ پر حملہ کر دیا۔ لیکن میں نے اُس کو تلوار بازی میں ہرا دیا اور اُس کے سینہ میں تلوار اُتار دی۔ اُس کے کپڑے پہن کر اِدھر آ گیا، مجھے خبر مل گئی تھی کہ تم لوگ مصیبت میں پھنس گئے ہو۔" رابن ہڈ نے جواب دیا۔

سب نے مصیبت سے بچ نکلنے پر خوشی منائی۔ اور دعوت کا انتظام کیا گیا۔

رابن ہڈ کی شادی

اب رابن ہڈ کے ماموں زاد بھائی گم ویل اور میرین کا حال سُنیے۔ جس روز سرگائی نے گڑھی پر حملہ کیا تھا، اور اس حملہ میں رابن ہڈ کا ماموں زخمی ہو کر مارا گیا تھا۔ اُس دن اتفاق سے یہ دونوں گڑھی سے باہر تھے اور کسی رشتہ دار کے یہاں گئے ہوئے تھے۔ جب دونوں واپس آئے تو دیکھا کہ ان کی گڑھی جل کر راکھ ہو چکی ہے اور گم ویل کا باپ مر چکا ہے۔ اب دونوں کا کہیں ٹھکانہ نہ تھا۔ دونوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اس حرکت کا بدلہ سرگائی سے ضرور لیں گے۔

اب مسئلہ یہ تھا کہ سر چھپانے کا کوئی ٹھکانہ تلاش کیا جائے۔

"کیوں نہ ہم لوگ رابن ہڈ کے پاس جنگل میں چلیں اور اُس کے گروہ میں شامل ہو جائیں۔" گم ویل نے تجویز رکھی۔

"یہ تو تم نے میرے دل کی بات کہہ دی۔ میں بھی یہی سوچ رہی تھی۔" میرین نے کہا۔

" لیکن تم لڑکی ذات ہو، جنگل کی زندگی بسر کر سکو گی؟" گم ویل نے کہا۔

" میں کوئی معمولی لڑکی نہیں ہوں۔ میں وہاں رہ کر ثابت کر دوں گی کہ میں کسی سے کم نہیں ہوں" میرین نے جواب دیا۔

دونوں نے اپنا مختصر سامان باندھا اور شیر وڈ کے جنگل میں جا پہنچے۔ رابن ہڈ کے آدمیوں نے ان سے پوچھ گچھ کرنے کے بعد ان دونوں کو رابن ہڈ تک پہنچا دیا ـــــ!

رابن ہڈ اس وقت میرین اور اپنے ماموں زاد بھائی گم ویل کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ وہ میرین جو اس کی بچپن کی دوست تھی وہ اس کو دل و جان سے چاہتا تھا۔ اس نے کئی بار سوچا تھا کہ وہ میرین سے کہہ دے کہ وہ اس سے شادی کرنا چاہتا ہے لیکن ہر بار وہ یہ سوچ کر خاموش ہو جاتا تھا کہ میرین اعلا خاندان کی لڑکی ہے، اور عیش و عشرت میں پلی بڑھی ہے بھلا وہ جنگل میں خانہ بدوشوں کی زندگی کیسے بسر کرے گی۔ اور بھلا ایک لیٹرے کے ساتھ رہنا کیوں پسند کرے گی!

رابن ہڈ، میرین اور گم ویل کو یوں اچانک اپنے سامنے دیکھ کر خوشی کے مارے پھولا نہ سمایا، اور جب دونوں نے یہ بتایا کہ وہ

اس کے گروہ میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو اس کی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا۔

رابن ہڈ نے میرین اور گم ویل کو اپنا کیمپ دکھلایا، باورچی خانہ اور اسٹور دکھلایا اور اپنے سارے آدمیوں سے ملوایا۔

میرین کے آجانے سے رابن ہڈ کی زندگی میں بہار آگئی۔ وہ دونوں ہرے بھرے جنگلوں میں ساتھ ساتھ گھومتے اور چشمے کے کنارے بیٹھ کر بچپن کی باتیں کرتے اور مستقبل کے بارے میں گفتگو کرتے۔

ایک دن دونوں نے یہ طے کیا کہ وہ شادی کرلیں۔ شادی کے لیے موسم بہار کا ایک دن مقرر کیا گیا۔

شادی کا دن آپہنچا۔ شاہ بلوط کے پیڑ کے نیچے میرین اور رابن ہڈ کھڑے تھے۔ میرین شادی کا خوبصورت جوڑا پہنے بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ یہ جوڑا اس نے خود تیار کیا تھا۔ رابن ہڈ کے آدمیوں نے ہرے رنگ کے صاف ستھرے کپڑے پہن رکھے تھے۔ جنگل میں چاروں طرف پھول کھلے ہوئے تھے اور پرندے چہچہا رہے تھے۔ ایسا لگ رہا تھا کہ وہ دونوں کو مبارک باد دے رہے ہوں۔ دُولہا دُلہن کے سروں پر پیڑ کی ڈالیاں جھکی ہوئی تھیں۔ ان کے قدموں کے نیچے سبز گھاس کا مخملی فرش بچھا ہوا تھا۔

فرائڈرک نے شادی کی ساری رسمیں ادا کیں اور نکاح پڑھایا ان کے چاروں طرف گروہ کے آدمی تھے۔ سب نے مل کر مبارک باد دی اور خوشی کا ترانہ مل کر گایا کہ سارا جنگل گونج اٹھا شادی کی رسم پوری ہو گئی۔

اُسی وقت ایک تیر کہیں سے آیا اور جس جگہ رابن ہڈ کھڑا تھا۔ اُس کے قریب ایک پیڑ میں آن کر پیوست ہو گیا۔

سب لوگ ہوشیار ہو گئے اور اِدھر اُدھر چھپ گئے۔ رابن ہڈ نے میرین کو چند آدمیوں کی حفاظت میں دے کر اُن کو تاکید کی کہ وہ اس کی جان سے زیادہ حفاظت کریں۔ اور خود چند آدمیوں کو لے کر جنگل میں غائب ہو گیا۔

پیڑ پر چڑھ کر دیکھا تو پتہ چلا کہ کوتوال کے سپاہی تھے، اور گانے کی آواز سُن کر اِدھر آ گئے تھے۔ وہ تعداد میں کافی تھے۔ اس لیے رابن ہڈ نے یہ منصوبہ بنایا کہ پیڑ پر سے اُن پر تیر برسائے جائیں۔ تیر کمان لے کر پیڑوں پر سے لگاتار تیر چلائے گئے۔ سپاہی کُھلی جگہ پر کھڑے تھے اس لیے کئی تیر نشانہ پر لگے اور سپاہی یہ سمجھ کر کہ رابن ہڈ کے پاس بہت سارے تیر انداز ہیں، خوف کھا کر بھاگ گئے۔ ایک تیر کوتوال کی ٹوپی میں بھی آن کر لگا، اس کی ٹوپی زمین پر گر پڑی۔

اُس نے بھی وہاں سے بھاگ جانے میں خیریت سمجھی۔!

جانی پہلوان چاہتا تھا کہ کوتوال کا پیچھا کر کے اس کی اس حرکت کی سزا دی جائے کیوں کہ اس نے رنگ میں بھنگ ڈالی تھی۔

"بھائیو! جانے دو آج اتنا ہی کافی ہے۔ تم کو معلوم نہیں کہ آج میری شادی کا دن ہے، خوشی کا دن۔ کوتوال سے کسی اور دن دو دو ہاتھ کر لیں گے!" رابن ہڈ نے کہا۔

اُس دن بہت عُمدہ دعوت کا انتظام کیا گیا، اور رابن ہڈ کے گروہ کے آدمی ناچتے گاتے اور خوشیاں مناتے رہے۔ آج اُن کے سردار کی شادی کا دن تھا، خوشیوں کا دن تھا ـــــــ!

جانی پہلوان کی چالاکی

ناٹنگم شہر کا کوتوال غصّہ میں ادھر اُدھر ٹہل رہا تھا اور رابن ہُڈ کو کوس رہا تھا، غصّہ میں پیر پٹک رہا تھا۔"کم بخت کو جب تک پھانسی نہیں دے لوں گا مجھے چین نہیں آئے گا" وہ اپنے آپ سے بولا۔

اسی وقت جنگل میں رابن ہُڈ بھی کوتوال سے بدلہ لینے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ دونوں ایک دوسرے سے بدلہ لینے کے بارے میں اکثر سوچا کرتے تھے۔

اسی وقت جانی پہلوان رابن ہُڈ کے پاس آیا اور بولا: سردار میرے ذہن میں ایک ترکیب ہے۔ میں کوتوال صاحب کو ایسا مزہ چکھاؤں گا کہ وہ زندگی بھر یاد رکھیں گے۔

" اچھا! میں بھی تو سنوں، کیا ہے وہ ترکیب" رابن ہُڈ نے پوچھا۔

"نہیں سردار، ابھی میں کسی کو نہیں بتاؤں گا۔ وقت آنے پر آپ کو معلوم ہو جائے گا" جانی پہلوان نے کہا۔

را بن ہڈ جانتا تھا کہ جانی پہلوان سے کچھ اُگلوانا مشکل ہے اس لیے اس نے اصرار نہیں کیا، اور کہا۔

" اچھی بات ہے، تم جو چاہو کرو، لیکن اپنے آپ کو کسی مصیبت میں مت ڈالنا۔"

" سردار آپ بے فکر رہیں۔ میں نے خوب سوچ سمجھ لیا ہے۔"

صُبح جب رابن ہڈ سو کر اٹھا تو اُسے خبر دی گئی کہ جانی پہلوان غایب ہے۔

اب جانی پہلوان کا حال سُنیے۔ وہ جنگل سے نکل کر سیدھا سُور مارچر ڈلی کی گڑھی میں گیا۔ یہ وُہی سُور ما تھا جو جنگل میں رابن ہڈ کا مہمان رہ چکا تھا اور اُس کا دوست بھی تھا۔ سور مانے اُسے پہچان لیا اور اس کے آنے کا مقصد دریافت کیا۔

" جناب والا۔ میں جنگل کی زندگی سے عاجز آگیا ہوں میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اپنے سپاہیوں میں بھرتی کرلیں۔ میں بہترین نشانہ باز ہوں۔"

سور مانے اُس کی درخواست قبول کرلی، اب وہ سور مارچرڈلی کا ایک سپاہی تھا۔

چند دنوں بعد ناٹنگم شہر میں سالانہ میلہ ہوا۔ اس میں

نشانہ بازی کے مقابلے بھی ہوئے۔ سُور مارچرڈلی کے سپاہیوں کے ساتھ جانی پہلوان نے بھی حصّہ لیا۔ وہ سپاہیوں کا سُرخ لباس پہنے ہوئے تھا۔ اور لمبا تڑنگا ہونے کی وجہ سے خوب بچ رہا تھا۔ اگر کہیں میلہ میں موجود لوگوں کو یہ پتہ چل جاتا کہ یہ بہترین نشانہ باز کوئی دوسرا نہیں بلکہ جانی پہلوان ہے جو رابن ہُڈ کے گروہ کا آدمی ہے، تو اُودھم مچ جاتا لیکن یہ راز کھلنے کا سوال ہی نہیں اُٹھتا تھا۔ بہر حال جانی پہلوان نے ایسی نشانہ بازی کی کہ سب کو ہرا دیا۔ بہت واہ واہ ہوئی۔ ناٹنگم شہر کے کوتوال نے اپنے ہاتھوں سے اُس کو انعام دیا اور شاباشی دی۔

"تمھارا نشانہ لاجواب ہے۔ کیا نام ہے تمھارا ؟" کوتوال نے پوچھا۔

"جناب والا میرا نام گرین لیف ہے اور میں سور مارچرڈلی کا ایک ادنیٰ خادم ہوں۔" جانی پہلوان نے نہایت ادب سے جواب دیا۔

کوتوال، جانی پہلوان کی نشانہ بازی اور اخلاق سے بہت متاثر ہوا، اس نے سور مارچرڈلی سے درخواست کی کہ ایسے اچھے نشانہ باز سپاہی کو اُس کی نوکری میں دے دے۔ رچرڈلی نہیں چاہتا تھا کہ جانی پہلوان اُس سے جُدا ہو۔ لیکن جانی پہلوان نے

اُس کو راضی کر لیا۔ اس طرح وہ اب گرین لیف کے نام سے کوتوال کے سپاہیوں میں بھرتی ہو گیا، اور یہی تو وہ چاہتا بھی تھا۔

"میں تم کو شور مار چرڈلی سے دو گنی تنخواہ دوں گا، تم اچھے نشانہ باز ہو۔" کوتوال نے کہا۔ دراصل کوتوال کا پلان یہ تھا کہ وہ رابن ہڈ کے مقابلے کے لیے گرین لیف کو استعمال کرے گا۔ اُس کے پاس بہادر اور اچھے نشانہ باز سپاہیوں کی کمی تھی۔

جانی پہلوان نے جلد ہی محسوس کر لیا کہ کوتوال بہت کنجوس قسم کا انسان ہے۔ اپنے نوکروں کے ساتھ اس کا برتاؤ بھی اچھا نہیں ہے، ان کو کھانا بھی خراب دیتا ہے۔ اُس کے نوکر اس سے خوش نہیں ہیں۔

جانی پہلوان نے کوتوال کی بہت خوشامد کی، اُس کی خوب تعریفیں کیں اور اس طرح وہ اُس کا خاص آدمی بن گیا۔ اب کوتوال سب سے زیادہ اسی پر بھروسہ کرتا تھا۔

ایک دن کوتوال کہیں شہر سے باہر جا رہا تھا۔ اس نے جانی پہلوان کو بلا کر کہا:

"گرین لیف میں ضروری کام سے باہر جا رہا ہوں۔ تم میری غیر موجودگی میں حویلی کی اچھی طرح نگرانی کرنا، اور ہاں ان

حرام خور نوکروں پر بھی نظر رکھنا۔ ساری ذمّہ داری تمھاری ہے۔"

"آپ بے فکر رہیں، جناب والا، میں ہر طرح دیکھ بھال رکھوں گا۔"
گرین لیف نے اطمینان دلایا۔

دوسرے دن صبح سویرے وہ باورچی خانہ میں گیا، اُس کو زور کی بھوک لگ رہی تھی۔ لیکن باورچی کا کہیں پتہ نہیں تھا۔ جانی نے انڈے نکالے، ڈبل روٹی تلاش کی اور پھر دال چاول نکال کر چولھا جلایا اور ناشتہ تیّار کرنے لگا۔

اتنے میں باورچی آگیا۔ وہ ایک لمبا تڑنگا بدمزاج قسم کا آدمی تھا۔ جانی پہلوان کو یوں آزادی کے ساتھ باورچی خانے میں کھانا پکاتے دیکھ کر آگ بگولہ ہوگیا۔

"او گرین لیف کے بچّے تو یہاں کیا کر رہا ہے؟" وہ بولا۔

" ابے اندھے، دیکھ نہیں رہا ہے کہ کھانا پکا رہا ہوں، یہ تیرا کام ہے جو میں کر رہا ہوں۔" جانی پہلوان نے جواب دیا۔

" ابھی مزہ چکھاتا ہوں تجھے کھانے کا۔" یہ کہہ کر باورچی ایک موٹا ڈنڈا لے کر جانی پہلوان پر جھپٹا۔ جانی پہلوان بھی چالاک انسان تھا، اُس نے پہلے سے ہی ایک ڈنڈا اپنے پاس رکھ چھوڑا تھا۔ دونوں میں خوب ڈنڈے بازی ہوئی۔ باورچی خانے کا سارا

سامان ٹوٹ گیا، آخر دونوں تھک گئے تو سستانے کو بیٹھ گئے۔

"تم بہادر آدمی لگتے ہو۔" جانی نے کہا۔

"تم بھی جی دار انسان ہو۔" باورچی نے جواب دیا۔

"تم جیسے بہادر آدمی کو یہاں کوتوال کے باورچی خانہ میں چولھا جھونکنے کے بجائے رابن ہڈ کے خوش باش گروہ میں شامل ہونا چاہیے تھا۔" جانی پہلوان نے کہا۔

تو تم یہاں کیوں جھک مار رہے ہو؟ تم کیوں نہیں جاتے؟ باورچی نے کہا۔

"میں تو رابن ہڈ کا ہی آدمی ہوں۔ یہاں تو ذرا تفریح کے لیے آگیا ہوں۔" جانی پہلوان نے جواب دیا۔

باورچی نے تعجب سے اُسے دیکھا، اور دونوں نے قہقہہ لگا کر ہاتھ ملایا۔

باورچی ایک من چلا اور آزاد طبیعت کا آدمی تھا، اور کوتوال کی نوکری سے بیزار تھا۔ وہ جانی پہلوان کے ساتھ چلنے کو راضی ہوگیا۔

" ہم دونوں کوتوال کے آنے سے پہلے یہاں سے نکل چلیں۔" جانی نے کہا۔

لیکن میں خالی ہاتھ یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ کوتوال صاحب پر

میری تنخواہ واجب ہے۔" باورچی بولا

"تنخواہ تو مجھے بھی لینی ہے۔" جانی نے مُسکرا کر کہا۔

دونوں کوتوال کے کمرے میں گھُس گئے۔ الماریوں کے تالے توڑ کر اُس میں سے قیمتی سامان اور چاندی کے برتن، جس میں کوتوال کھانا کھاتا تھا، نکال کر بورے میں بھر کر گدھے پر لادے اور پچھلے دروازے سے نکل کر شیروڈ کے جنگل کی راہ لی۔

"ارے تم کہاں غائب ہو گئے تھے، اور یہ موٹا آدمی تمھارے ساتھ کون ہے؟" رابن ہڈ نے دونوں کو دیکھ کر کہا۔

"سردار، ایک دن پہلے تک میں اور یہ میرا دوست کریلا، کوتوال صاحب کے نوکر تھے۔ لیکن اب آزاد ہیں۔ یہ کوتوال صاحب کا باورچی تھا، اب یہ ہمارے ساتھ رہے گا۔" جانی پہلوان نے کہا۔

پھر جانی نے ساری کہانی سُنائی کہ کس طرح وہ کوتوال کے یہاں جا کر نوکر ہوا۔ سب لوگ سُن کر بہت ہنسے، واقعی جانی پہلوان نے کوتوال کو نہ صرف بیوقوف بنایا تھا بلکہ اُس کا قیمتی سامان بھی اپنے ساتھ لے آیا تھا۔

سب لوگ یہ سوچ کر خوش ہو رہے تھے کہ جب کوتوال کو یہ پتہ چلے گا تو وہ غصّہ کے مارے اپنے سر کے بال نوچ لے گا۔

جانی پہلوان نے کوتوال کو قیدی بنایا

دوسرے دن صبح ناشتہ کے وقت جانی پہلوان اور رابن ہڈ باتیں کر رہے تھے اور کوتوال کا مذاق اڑا رہے تھے کہ جب وہ اپنی حویلی میں واپس آئے گا اور اسے یہ پتہ چلے گا کہ اس کا سارا قیمتی سامان غایب ہو گیا ہے تو غصہ کے مارے اس کا کیا حال ہو گا۔

"کیا یہ ممکن ہے کہ ہم لوگ کوتوال کو گرفتار کریں۔ وہ ہم لوگوں کو پکڑنے کی ترکیبیں کرے گا۔ ممکن ہے کہ وہ کامیاب ہو جائے۔" رابن ہڈ نے کہا۔

جانی پہلوان نے چٹکی بجائی۔ شاید میں اسے یہاں تک لانے میں کامیاب ہو جاؤں: آپ اس کے لیے دعوت کا انتظام کیجیے۔ کھانا اسی کے باورچی کے ہاتھ کا پکا ہو اور اسی کے چاندی کے برتنوں میں۔ مزہ آجائے گا۔ کوتوال صاحب کو یہ دیکھ کر۔"

"خیال اچھا ہے۔ میں انتظار کروں گا۔" رابن ہڈ نے کہا۔

جانی پہلوان نے کوتوال کے سپاہیوں والا لباس پہنا اور جنگل سے نکل کر اس راستے کی طرف چلا جدھر سے کوتوال کو اپنی حویلی کی طرف جانا تھا۔

وہ سڑک پر پہنچ گیا اور کوتوال کا انتظار کرنے لگا۔ جلد ہی کوتوال اپنے آدمیوں کے ساتھ اُدھر سے آنکلا اور جانی پہلوان کو وہاں کھڑا دیکھ کر حیرت اور غصّے سے بولا۔

"گرین لیف، تُم یہاں کیا کر رہے ہو؟ میں نے تُم کو حویلی کی حفاظت کے لیے کہا تھا۔"

جانی پہلوان کے گھٹنوں کے بل جُھک کر سلام کیا اور نہایت ادب سے کہا: "مجھے معلوم تھا کہ آپ تشریف لا رہے ہیں میں نے سوچا راستے میں آپ کا استقبال کر دوں۔ آپ شکار کے شوقین ہیں۔ سوچا کہ شاید آپ شکار کرنا پسند کریں۔"

"مگر یہ تو میری مرضی پر ہے کہ میں کب شکار کھیلوں تم کو اُس سے کیا مطلب؟" کوتوال نے غصّے میں کہا۔

"آپ کا فرمانا دُرست ہے حضور، لیکن میں تو یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ میں نے ابھی جنگل میں ایک بہت خوبصورت اور بڑے سینگوں والا ایسا ہرن دیکھا ہے کہ زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔ ہرنوں کا غول

اُس کے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ شاید وہ ہرنوں کا سردار ہے۔ بڑا ہی شاندار جانور ہے جناب۔"

"شکار کو توال کی بہت بڑی کمزوری تھی، اُس کا غصہ ٹھنڈا پڑ گیا۔ اس نے کہا:"

"تم نے اچھی بات بتائی۔ میں اُس ہرن کا ضرور شکار کروں گا، چلو میرے ساتھ۔ کہاں ہے وہ ہرن۔؟"

کوتوال نے اپنے سارے آدمیوں کو حویلی میں پہنچنے کا حکم دیا اور خود جانی پہلوان کے ساتھ جنگل میں گھس گیا۔ وہ گھوڑے پر سوار تھا اور جانی پہلوان تیر کمان لیے پیدل چل رہا تھا۔

جانی پہلوان بھاگ رہا تھا اور کوتوال گھوڑے پر سوار دُور تک جنگل میں چلے گئے لیکن ہرن کا کہیں نام ونشان نہ تھا۔

بیچ جنگل میں پہنچ کر وہ دونوں رُک گئے۔ سامنے ہی رابن ہڈ کے خیمے لگے ہوئے تھے۔

کوتوال کو اچانک خیال آیا کہ وہ کہاں آگیا ہے اور اس کو دھوکہ دیا گیا ہے۔ لیکن اب کیا ہو سکتا تھا، رابن ہڈ کے آدمیوں نے اُس کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔

"خوش آمدید کوتوال صاحب۔ آئیے تشریف لائیے۔ آپ

ہمارے مہمان ہیں۔"

" لیکن یہ سراسر دھوکہ ہے۔ اس طرح دھوکہ دے کر مجھے یہاں لانے کا کیا مقصد ہے؟" کوتوال نے کہا۔

رابن ہڈ نے ہنس کر کہا: " گھبرایئے نہیں۔ ہم نے سوچا کہ آپ ہمیں گرفتار کرنے کے لیے بے چین ہیں، کیوں نا آپ کی اس پریشانی کو دُور کر دیا جائے۔

میزوں پر عمدہ قسم کا کھانا چُنا گیا۔ کوتوال کو یہ دیکھ کر حیرت ہو رہی تھی کیوں کہ میز پر اُس کے چاندی کے برتن رکھے ہوئے تھے۔ اُس نے ایک بڑی پلیٹ کو اُلٹ پلٹ کر دیکھا۔ پھر گلاس کو دیکھا اور کہا۔

" یہ تو میرے برتن ہیں۔ یہ یہاں کون لایا؟"

" آپ کا خیال سو فیصدی دُرست ہے جناب والا۔ یہ برتن آپ ہی کے ہیں، اور کھانا جو آپ کے سامنے رکھا ہے وہ بھی آپ کے باورچی نے ہی پکایا ہے۔" رابن ہڈ نے کہا۔

کوتوال نے نظر اٹھا کر دیکھا تو اُس کا باورچی ہاتھ باندھے سامنے کھڑا تھا۔ سارا معاملہ اُس کے سمجھ میں آگیا۔

نتیجے میں اُس سے بہت کم کھانا کھایا گیا۔

کھانا ختم ہوا، تو رابن ہڈ نے کہا: کوتوال صاحب اب آپ رات یہاں گزاریں۔ کل صبح آپ کے بارے میں فیصلہ ہوگا۔

رات کو توال کو رابن ہڈ کے آدمیوں کے ساتھ زمین پر بستر بچھا کر سونا پڑا۔ ظاہر ہے اُسے نیند کہاں آتی۔ تمام رات کروٹیں بدلتے ہی گزری۔

صبح ہوئی تو کوتوال نے رابن ہڈ سے کہا: "میرا باورچی تمھارے پاس ہے۔ میرا سارا قیمتی سامان تمھارے قبضہ میں ہے۔ اب تم اور کیا چاہتے ہو۔ میرے ساتھ اب کیا سلوک کرنا چاہتے ہو۔؟"

"وہی سلوک جو تُم میرے ساتھ کرتے، اگر میں تمھارے قید میں ہوتا۔" رابن ہڈ نے کہا۔

کوتوال کانپ گیا۔ "نہیں ایسا نہ کرو، مجھے جانے دو۔"

"سچ سچ بتانا، کیا تُم مجھے چھوڑ دیتے؟" رابن ہڈ نے پوچھا۔

"میں تم کو کبھی نہیں چھوڑتا، لیکن میں جانتا ہوں تم رحمدل انسان ہو، میرے ساتھ اچھا برتاؤ کروگے۔" کوتوال نے سچ بات کہہ دی۔

رابن ہڈ کوتوال کی صاف گوئی سے خوش ہوا اور بولا! "میں چاہوں گا کہ آپ ہمارے ساتھ دو سال بتائیں، ہماری قید میں اور اسی جنگل میں۔"

"نہیں! نہیں۔ یہ میرے لیے بہت بڑی سزا ہو گی۔ اس سے بہتر ہو گا کہ میں مر جاؤں۔" کوتوال نے گھبرا کر کہا۔

رابن ہڈ کے آدمیوں کا اصرار تھا کہ کوتوال کو موت کی سزا دی جائے کیوں کہ اگر وہ رابن ہڈ کو قید کر لیتا تو یہی سزا دیتا۔

اس وقت جانی پہلوان آگے بڑھا اور بولا!

"دوستو۔ یہ سب درست ہے کہ کوتوال صاحب ہمارے جانی دشمن ہیں لیکن میں اُن کو یہاں دھوکہ دے کر لایا ہوں۔ یہی نہیں ان کے چاندی کے برتن، روپیے اور اُن کے باورچی کو بھی لے آیا ہوں اور میرا خیال ہے کہ اُن کو یہ اندازہ ہو گیا ہو گا کہ ہماری کیا طاقت ہے۔ بہتر ہو گا کہ ہم اُن سے قسم لے لیں کہ آیندہ وہ ہمارے ساتھ دشمنی نہیں کریں گے، اور اُن کو آزاد کر دیں۔"

جانی پہلوان کی اس تجویز پر سب لوگ راضی ہو گئے۔

رابن ہڈ نے کوتوال سے کہا:

"آپ ہمارے جانی دشمن کی حیثیت سے یہاں آئے تھے، اگر ہم چاہتے تو آپ کو جان سے مار ڈالتے۔ لیکن ہم آپ کو یہ جتانا چاہتے ہیں کہ ہم ظالم نہیں ہیں۔ بہر حال اب آپ سچے دل سے قسم کھائیں کہ آج سے آپ ہمارے دوست ہیں اور آیندہ ہمیں کوئی نقصان

نہیں پہنچائیں گے "

کوتوال کی جان میں جان آئی۔ اس نے کہا۔

"آپ نے واقعی مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ میں اس کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ میں سچے دل سے قسم کھاتا ہوں کہ آج سے میں آپ سب کا دوست ہوں اور کبھی کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا"

رابن ہڈ کے آدمیوں نے کوتوال کو آزاد کر دیا اور جنگل سے نکال کر سڑک پر لائے۔ اس کا گھوڑا بھی دے دیا۔

بے چارہ کوتوال اب مجبور انسان تھا۔ وہ رابن ہڈ کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ اسے اپنی قسم یاد تھی۔ ہاں جب اسے اپنے کھانے کے چاندی کے برتنوں کا خیال آتا تھا تو بہت افسوس کرتا تھا۔ اور جانی پہلوان کو بہت برا بھلا کہتا تھا۔

سنہرا تیر

کوتوال کی بیوی نے جب یہ سنا کہ اس کے شوہر نے رابن ہڈ کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچانے کا وعدہ کر لیا ہے تو وہ بہت ناراض ہوئی اور اپنے شوہر کو بزدل کہنے لگی۔ حالانکہ بے چارے کوتوال نے اُس کو ساری بات بتا دی تھی کہ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو اُس کا زندہ بچنا ناممکن تھا۔ لیکن اس کی بیوی مطمئن نہ ہوئی اور برابر اصرار کرتی رہی کہ کوتوال کو اپنا وعدہ اور قسم بھول جانا چاہیے اور رابن ہڈ، جو ایک ڈاکو ہے اُس کو گرفتار کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ لیکن کوتوال کو اپنی قسم کا پاس تھا وہ اسے توڑنے کی ہمت نہیں کر سکتا تھا۔

ایک دن اس کی بیوی نے کہا: "میں نے ایک ایسی عمدہ ترکیب سوچی ہے کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ رابن ہڈ بھی گرفتار ہو جائے اور تمھاری قسم بھی نہ ٹوٹے۔"

"ایسا کیسے ممکن ہے۔" کوتوال نے پوچھا۔

رابن ہڈ نے ایک بار تم کو گرفتار کیا تھا اور تمھاری جان بخشی کی تھی۔ اگر تم بھی ایک بار اُس کی جان بچا کر آزاد کر دو تو حساب برابر ہو جائے گا۔ بعد میں تم رابن ہڈ سے اپنا حساب چکا سکتے ہو۔" بیوی نے ترکیب بتا دی۔

"ترکیب تو اچھی ہے لیکن مجھے یہ موقع بھلا کیسے ملے گا ___؟" کوتوال نے کہا۔

"بہت آسان ہے۔ تم نشانہ بازی کے مقابلے کا اعلان کر دو کہ بہترین نشانہ باز کو سونے کا تیر انعام میں دیا جائے گا۔ جب تم انعام دو تو اپنے آدمیوں کو اشارہ کر دینا جو پہلے سے تیار رہیں گے بس وہ اس پر حملہ بول دیں گے۔ لیکن تم رابن ہڈ کو بچ نکلنے کا موقع دے دینا اور کہہ دینا کہ اب تمھارا وعدہ پورا ہو گیا، آیندہ سے تم اپنے کیے ہوئے وعدے سے آزاد ہو گئے۔"

کوتوال یہ ترکیب سن کر بہت خوش ہوا۔ اُس نے گاؤں گاؤں یہ اعلان کرا دیا کہ فلاں دن ناٹنگم شہر میں تیر اندازی کا مقابلہ ہوگا اور بہترین نشانہ باز کو سُنہرا تیر، انعام میں ملے گا۔

رابن ہڈ یہ خبر سن کر بولا: "میں اس مقابلے میں ضرور حصّہ لوں گا اور سُنہری تیر حاصل کر دوں گا، اور یہ تیر میں اپنی بیوی میرین کو

پیش کر دوں گا۔"

لیکن رابن ہڈ کے گروہ کے آدمیوں نے اُس کو اس مقابلے میں حصّہ لینے سے منع کیا۔ ان کو ڈر تھا کہ اگر رابن ہڈ کو پہچان لیا گیا تو اس کی جان خطرے میں پڑ جائے گی۔"

"ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔ کوتوال اپنے وعدے سے نہیں پھرے گا، مجھے یقین ہے۔" رابن ہڈ نے کہا۔

"لیکن وہ دھوکہ بھی دے سکتا ہے۔ بہتر ہوگا کہ آپ نہ جائیں۔" جانی پہلوان نے مشورہ دیا۔

"اچّھا، اگر تم لوگوں کو ڈر ہے تو میں بھیس بدل کر جاؤں گا، لیکن جاؤں گا ضرور۔" رابن ہڈ نے کہا۔

"تو پھر ہم لوگ بھی چلیں گے، مقابلہ میں حصّہ بھی لیں گے، اور اگر کوئی خطرہ کی بات ہوئی تو اُس کا بھی مقابلہ کرلیں گے۔" رابن ہڈ کے ساتھیوں نے کہا۔

مقابلے کا دن آن پہنچا۔ رابن ہڈ بھیس بدلنے میں خوب ماہر تھا، اس نے ایک شکاری کا بھیس بدلا، اور اُس کے آدمیوں نے کسانوں کے کپڑے پہنے، اور وہ لوگ پانچ پانچ اور دس دس کی ٹولیوں میں بٹ کر ناٹنگم شہر میں جا پہنچے اور بھیڑ میں شامل ہوگئے۔

سب ملا کر آٹھ سو نشانہ باز مقابلے کے لیے آئے تھے۔ میدان کے چاروں طرف لوگوں کی بھیڑ تھی میدان کے بیچوں بیچ ایک جگہ سرکنڈا گاڑ دیا گیا تھا، ایک خاص فاصلے سے اس سرکنڈے پر تیر لگانا تھا۔ یہ بہت مشکل تھا، بڑے بڑے نشانہ باز آئے لیکن ان میں سے کسی کا بھی تیر سرکنڈے پر نہیں لگ سکا۔

رفتہ رفتہ مقابلہ کرنے والوں میں صرف پانچ آدمی باقی رہ گئے۔ کوتوال ہر ایک تیر انداز کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ اُسے رابن ہڈ کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔

"افسوس میری بیوی کی حماقت کی وجہ سے بیکار پریشانی ہوئی رابن ہڈ کا کہیں پتہ نہیں ہے۔ وہ بھلا یہاں کیوں آنے لگا۔" وہ ہاتھ مَل کر بولا۔

لیکن اُس کو خبر نہیں تھی کہ رابن ہڈ شکاری کے بھیس میں ہے، اور مُقابلہ کرنے والوں کے ساتھ کھڑا ہوا ہے۔

ان پانچوں آدمیوں میں سے چاروں کے نشانے خالی گئے۔ اب صرف ایک آخری آدمی رہ گیا تھا۔ تماشہ بینوں کا خیال تھا کہ سُنہرا تیر، کوئی بھی نہ جیت سکے گا۔ یہ آخری نشانہ باز رابن ہڈ تھا۔ رابن ہڈ نے تیر کو کمان پر چڑھایا، نشانہ باندھا تیر ٹھیک نشانے

پر بیٹھا۔ اور پتلے سرکنڈے کو چیرتا ہوا نکل گیا۔

چاروں طرف سے واہ، واہ، کی آوازیں آرہی تھیں یہ کیا نشانہ ہے۔! کیا نام ہے؟ اس تیر انداز کا؟" سارے" ملک میں اُس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔"

رابن ہڈ شکاری کے بھیس میں تھا، لیکن جب وہ کوتوال سے "سُنہرا تیر" انعام میں حاصل کرنے گیا تو کوتوال نے اُس کو پہچان لیا۔ اُس نے قریب کھڑے ہوئے سادہ لباس پہنے اپنے سپاہیوں کو اشارہ کیا، وہ چاروں طرف سے دوڑ پڑے اور رابن ہڈ کو گھیر لیا۔

کوتوال نے رابن ہڈ کو سُنہرا تیر، انعام میں دیا اور کان میں کہا!

"رابن ہڈ انعام مبارک ہو۔ تم کو میرے سپاہیوں نے پہچان لیا ہے۔ میں تم کو گرفتار نہیں کروں گا، میرا وعدہ پورا ہو گیا۔"

رابن ہڈ کو کوتوال کی چالاکی کا علم ہو گیا تھا، لیکن اب کیا ہو سکتا تھا، وہ چاروں طرف سے گھر گیا تھا۔ لیکن رابن ہڈ کے آدمیوں کو بھی پتہ چل گیا کہ کوتوال نے دھوکہ کیا ہے۔ نتیجہ میں وہ لوگ سپاہیوں پر پل پڑے، اُن کے پاس ڈنڈے تھے اور تیر کمان بھی۔ جم کر لڑائی ہوئی۔ کوتوال یہ دیکھ کر وہاں سے چلا گیا، اسے ڈر تھا کہ کوئی تیر

اُس کے نہ لگ جائے۔

رابن ہڈ سپاہیوں کے نرغے سے نکلنے میں کامیاب ہوگیا۔ اُس نے پکارا۔" دوستو اب لڑنے کا وقت نہیں ہے، واپس چلو۔"

وہ سب جنگل کی طرف بھاگ نکلے۔ بدقسمتی سے بھاگتے ہوئے جانی پہلوان کی ٹانگ میں ایک تیر آ لگا، وہ دہیں بیٹھ گیا۔ کوتوال کے سپاہی اُس کا پیچھا کرتے ہوئے آرہے تھے۔

رابن ہڈ اور ملر کے بیٹے نے مل کر اُس کو اٹھا لیا۔ حالانکہ جانی پہلوان نے اُن سے کہا کہ سپاہی پیچھا کر رہے ہیں وہ لوگ اُس کو چھوڑ دیں اور اپنی جان بچائیں۔ لیکن رابن ہڈ نے اُس کی بات پر دھیان نہیں دیا۔ اور اُسے کندھے پر اُٹھا لیا۔

جانی پہلوان بہت بھاری تھا۔ اُس کو اٹھا کر چلنا بہت دشوار تھا اور سپاہی اُن کا پیچھا کر رہے تھے۔

رابن ہڈ نے کہا۔" بس بچنے کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ قریب ہی سور مار چرڈلی کی گڑھی ہے، اگر ہم لوگ وہاں کسی طرح پہنچ جائیں، تو سورما ہمیں اپنے یہاں پناہ دے دے گا۔"

وہ جنگل اور کھیتوں کو پار کرتے ہوئے کسی طرح گڑھی کے پھاٹک تک پہنچ گئے۔ ان کے پیچھے پیچھے سپاہی بھی تھے۔ سورمار چرڈلی

نے اُن کا استقبال کیا اور جانی پہلوان کے پیر سے تیر نکال کر اُس کی مرہم پٹی کی۔

کوتوال کے سپاہی یہ جانتے تھے کہ رابن ہڈ اندر ہے لیکن وہ اندر جانے کی ہمّت نہیں کر سکتے تھے۔ اس لیے وہ واپس چلے گئے۔

جب رابن ہڈ، جانی پہلوان کے ساتھ دو دن بعد اپنے ٹھکانے پر پہنچے تو سارے ساتھیوں نے بہت خوشی منائی۔ رابن ہڈ نے میرین کو سنہری تیر پیش کیا۔ سنہری تیر پاکر میرین بہت خوش ہوئی۔ اس نے کہا!

"یہ سنہری تیر، میں جان سے زیادہ عزیز رکھوں گی!"

رابن ہڈ کی گرفتاری

وہ اتوار کا دن تھا، رابن ہڈ ناٹنگم کے بڑے گرجا گھر میں جا کر عبادت میں شامل ہونا چاہتا تھا، عموماً وہ بھیس بدل کر ہی باہر نکلتا تھا تاکہ اسے کوئی پہچان نہ سکے۔ لیکن اُس دن اُس نے لاپرواہی برتی اور اپنے ساتھیوں کے مشورے پر بھی دھیان نہیں دیا اور بغیر بھیس بدلے گرجا میں چلا گیا۔

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اُس کے آدمیوں نے کئی پادریوں کی رقم چھین لی تھی جو شیرووڈ کے جنگل کے قریب سے گزرتے تھے۔ کئی پادری رابن ہڈ اور اُس کے ساتھیوں کو پہچانتے بھی تھے۔

جب رابن ہڈ گرجا گھر میں گیا تو ایک پادری نے اس کو پہچان لیا اور خاموشی کے ساتھ کوتوال کو اطلاع کر دی۔ کوتوال تو نہیں چاہتا تھا کہ وہ رابن ہڈ کو گرفتار کرے لیکن اُسے ڈر تھا کہ کہیں پادری اُس کے خلاف بادشاہ سے شکایت نہ کر دیں اور اُس پر

مصیبت نہ آجائے، اس لیے اُس نے سپاہیوں کا ایک دستہ گرجا میں بھیج دیا، وہ خود نہیں گیا۔

رابن ہڈ نے گرجا گھر کے دروازے پر شور سُنا، پلٹ کر دیکھا تو سپاہیوں کا ایک دستہ اُسے چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھا۔ وہ اکیلا تھا، اُس نے مقابلہ کیا لیکن بھاگ نکلنے کا کہیں راستہ نہ تھا، گرفتار کرلیا گیا۔

سپاہی اُس کو کھینچتے ہوئے کوتوال کی گڑھی میں لے گئے۔ کوتوال شرم کے مارے رابن ہڈ کو مُنھ نہیں دکھلانا چاہتا تھا اس لیے وہ سامنے نہ آیا اور اُس نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ رابن ہڈ کے پیروں میں بیڑیاں پہنا کر گڑھی کے سب سے اندر قید خانے میں ڈال دیا جائے اور سخت پہرہ لگا دیا جائے تاکہ رابن ہڈ بھاگ نہ سکے۔

کوتوال نے فیصلہ کیا کہ وہ رابن ہڈ کی گرفتاری کی خبر بادشاہ تک پہنچائے۔ بادشاہ یہ خبر سُن کر یقیناً خوش ہوگا۔ اور اُس کو انعام بھی دے گا۔ دوسرے رابن ہڈ کو جو سزا ملے گی اُس کی ذمّہ داری بھی اُس پر نہ آئے گی۔!

جب رابن ہڈ اپنے ٹھکانے پر نہ پہنچا تو اُس کے ساتھیوں کو فکر ہوئی اور جانی پہلوان اپنے ساتھیوں کو لے کر اُس کی تلاش میں نکلا۔

اُس کے ایک دوست نے بتایا کہ رابن ہڈ کو گرجا میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ یہ سُن کر سب کو بہت دُکھ ہوا۔

جانی پہلوان پریشان تھا کہ رابن ہڈ کے بارے میں کچھ خبر ملے کہ اس کو کہاں قید کیا گیا ہے اور اُس کے ساتھ کیا سلوک کیا جا رہا ہے۔ اُس نے دیکھا کہ ایک پادری گرجا گھر سے واپس آ رہا ہے، وہ اُس کے پاس گیا اور سلام کر کے بولا:

"جناب والا۔ کیا رابنؒ ہڈ کے بارے میں کوئی خبر ہے؟"

"ہاں، وہ بدمعاش گرفتار کر لیا گیا ہے۔ بلکہ میں نے ہی اُس کو پکڑوایا ہے۔ اب میں بادشاہ کے پاس لندن یہ خوش خبری لے کر جا رہا ہوں۔"

پادری نے شیخی بگھاری اُس کا خیال تھا کہ لوگوں میں اُس کی اس بات سے عزّت بڑھے گی۔

"پادری صاحب آپ نے یہ بہت اچھّا کام کیا ہے آپ کو انعام ملنا چاہیے۔ لیکن آپ یہ بات کسی کو نہ بتائیں۔ اگر رابن ہڈ کے آدمیوں کو یہ بات معلوم ہو گئی تو آپ کی خیر نہیں!" جانی پہلوان نے کہا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ میں یہ راز، کہ لندن بادشاہ سلامت

کے پاس کوتوال صاحب کا خط لے کر جا رہا ہوں کسی کو نہیں بتاؤں گا۔" پادری نے کہا۔

"آپ عقلمند اور بہادر پادری ہیں۔ ہم آپ کی اتنی خدمت کرنا چاہتے ہیں کہ آپ شیر وڈ کے جنگل سے حفاظت کے ساتھ گزر جائیں۔ کیا ہم آپ کا ساتھ دے سکتے ہیں؟" جانی پہلوان نے کہا۔

پادری نے منظور کر لیا، اُسے واقعی لٹیروں سے ڈر لگتا تھا۔ جانی پہلوان اور اس کے دو ساتھی پادری کے ساتھ ہو لیے پادری گھوڑے پر سوار تھا۔ جب وہ لوگ شیر وڈ کے جنگل کے قریب پہنچے تو جانی پہلوان نے پادری کو گھوڑے سے اُتار کر اس کے ہاتھ پیر باندھ دیے اور پھر آنکھوں پر پٹی باندھ کر جنگل میں اپنے ٹھکانے پر لے گئے۔

رابن ہڈ کی رہائی

رابن ہڈ کو قید میں پڑے ہوئے اب ایک ہفتہ بیت گیا تھا۔ اس کو ایک اندھیری کوٹھری میں قید کر دیا گیا تھا۔ اور چاروں طرف سخت پہرہ لگا دیا گیا تھا۔ کوتوال کا دن کا چین اور رات کی نیند حرام ہو گئی تھی، اُسے ہر وقت یہی فکر لگی ہوئی تھی کہ کہیں رابن ہڈ فرار نہ ہو جائے۔ رابن ہڈ کے ساتھیوں نے کئی بار اُس کو آزاد کرانے کی کوشش کی تھی لیکن اب تک وہ کامیاب نہیں ہو سکے تھے، دراصل ان کو اب تک یہ پتہ نہیں چل سکا تھا کہ رابن ہڈ کہاں قید ہے؟"

ایک دن کوتوال کے نوکر نے خبر دی کہ ویسٹ منسٹر مقام سے دو آدمی بادشاہ کا کوئی پیغام لے کر آئے ہیں۔ کوتوال اس وقت ناشتہ کر رہا تھا۔ اس نے حکم دیا کہ ان لوگوں کو فوراً بلایا جائے۔ یہ دونوں آدمی رابن ہڈ کے آدمی تھے۔ ایک تو جانی پہلوان

تھا اور دوسرا ملر کا بیٹا۔ جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ جانی پہلوان
کوتوال کے یہاں گرین لیف بن کر کام کر چکا تھا۔ اور اس کے
چاندی کے برتنوں کے ساتھ ساتھ باورچی کو بھی لے گیا تھا۔
جانی پہلوان دروازے کے قریب کھڑا رہا جب کہ ملر کا بیٹا
آگے بڑھا اور اُس نے ایک خط پیش کیا۔

"جناب والا یہ خط بادشاہ سلامت کی طرف سے ہے"
اس نے جھک کر نہایت ادب سے کہا۔

" مگر پادری صاحب کہاں ہیں؟" اس نے دریافت کیا۔

" بادشاہ سلامت کو وہ اتنے پسند آئے کہ اُن کو اپنے پاس
ہی رکھ لیا۔ اب وہ جلد نہ آسکیں گے۔" اُس نے جواب دیا۔

کوتوال نے خط کو غور سے پڑھا۔ اس میں حکم دیا گیا تھا کہ
رابن ہڈ کو فوراً ہی بادشاہ کے حضور میں پیش کیا جائے۔

کوتوال ان دونوں آدمیوں سے تنہائی میں کچھ باتیں دریافت
کرنا چاہتا تھا اس لیے اس نے اپنے نوکروں کو حکم دیا کہ وہ
باہر چلے جائیں اور جب تک اُن کو بلایا نہ جائے وہ اندر نہ
آئیں۔

جیسے ہی نوکر باہر گئے۔ جانی پہلوان نے کمرے کا دروازہ

اندر سے بند کر لیا اور اپنے مضبوط ہاتھوں سے کوتوال کا منھ دبا دیا اور ملر کے بیٹے نے اس کو کرسی سے باندھ دیا۔ اور کوتوال کے منھ میں کپڑا ٹھونس دیا۔

جانی پہلوان کوتوال کی گڑھی کے ایک ایک چپے سے واقف تھا۔ وہ دونوں پچھلے دروازے سے نکل کر قید خانے کی طرف چل دیے۔ اس کو معلوم تھا کہ چٹان کے پاس ایک زمین دوز قید خانہ ہے۔ ہو نہ ہو رابن ہڈ کو اسی میں قید کر دیا گیا ہے۔ وہ دونوں پیڑوں کے پیچھے چھپ کر کسی طرح وہاں تک پہنچ گئے۔ انھوں نے دیکھا کہ چٹان کے اندر ایک سرنگ سی ہے۔ وہ دونوں اس کے اندر چلے گئے۔ راستہ میں سوکھی پتّیاں پڑی ہوئی تھیں۔ پتّوں پر چلنے کی آواز سن کر ایک سپاہی دوڑتا ہوا آیا، لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتا دونوں نے اسے مار گرایا۔ اب وہ دونوں احتیاط کے ساتھ اندر جا پہنچے۔ قید خانہ کا دروازہ اُن کے سامنے تھا لیکن اس میں تالا پڑا ہوا تھا۔ دونوں نے زور لگایا اور دروازہ ہی توڑ دیا۔ اب وہ اندر پہنچ چکے تھے، ان کے سامنے پتھر کا زینہ تھا۔ اوپر اندھیرا تھا۔

ایک سپاہی جو اندر پہرے پر تھا کھٹ کھٹ کرتا ہوا دروازے

پر آیا۔ دونوں نے اُس کو دبوچ لیا اور سر پر ایسا وار کیا کہ وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ اُس کے ہاتھ میں مشعل تھی وہ گر پڑی۔

"کون ہے؟" اندر سے دوسرے پہریدار کی آواز آئی۔ اب اُن دونوں کو پتہ چل گیا کہ اندر کچھ اور بھی پہریدار ہیں۔

"رابن ہڈ بھاگ گیا۔؟" جانی پہلوان چلایا۔ پہرے کے سپاہی بھاگتے ہوئے آئے۔

"کدھر بھاگا۔ کہاں ہے؟"

"باہر فصیل کے پاس گیا ہے۔" جانی نے جواب دیا۔

تین سپاہی بھاگتے ہوئے باہر نکل گئے۔ اب وہ دونوں جلدی جلدی زینہ پر چڑھ کر اوپر جا پہنچے۔

"رابن ہڈ یہاں قید ہے۔ کون کہتا ہے وہ بھاگ گیا ہے۔" پہرے پر کھڑے سپاہی نے کہا۔

جانی پہلوان اور ملر کے بیٹے نے اس کو بے بس کر دیا۔ اُس کے پاس کوٹھری کی چابی تھی۔ کوٹھری کا تالا کھول کر دونوں اندر گھس گئے۔ کوٹھری میں اندھیرا تھا۔ رابن ہڈ نے جانی پہلوان کی آواز پہچان لی۔

"شکریہ! میرے دوستو۔ میں ایک بار پھر آزاد ہوں۔" رابن ہڈ

نے دونوں کا شکریہ ادا کیا۔

اسی وقت انھوں نے بھاری قدموں کی آواز سُنی، دو سپاہی اوپر آرہے تھے۔ وہ تینوں اندھیری کوٹھری کے ایک کونے میں چھپ گئے۔ وہ دونوں سپاہی سیدھے کوٹھری میں یہ معلوم کرنے کو گھس گئے کہ رابن ہُڈ موجود ہے یا نہیں۔ رابن ہُڈ اور اس کے دونوں ساتھی جھٹ سے باہر نکل آئے اور کوٹھری کا دروازہ باہر سے بند کردیا۔

اب راستہ صاف تھا۔

ان تینوں نے دوسری کوٹھری کے دروازے بھی کھول دیے اور وہاں قید دوسرے قیدیوں کو بھی آزاد کردیا۔ ایک بڑی تعداد اب اُن کے ساتھ ہوگئی وہ سب سرنگ سے باہر نکلے اور بڑے پھاٹک پر ہلّہ بول دیا اور پہرے پر کھڑے سپاہیوں سے چابیاں چھین کر پھاٹک کا تالا کھول کر باہر نکل گئے۔

اس طرح رابن ہُڈ اب ایک آزاد انسان تھا۔

ایلن اڈیل کی شادی

شام کا وقت تھا، رابن ہڈ اور اس کی بیوی میرین دونوں
جنگل میں چہل قدمی کر رہے تھے۔ بہار کے موسم کی ابتدا تھی،
و ر، میں چاروں طرف مہک ہی مہک تھی۔
کہیں دُور سے بہار کی آمد کا کوئی سُہانا گیت گا رہا تھا، گٹار
پر۔ دونوں کو تعجب ہوا کہ اس سنسان جنگل میں کون گیت گا رہا ہے۔
وہ دونوں دھیرے دھیرے آواز کی سمت بڑھنے لگے تھوڑی دُور
پر انھوں نے دیکھا کہ ایک خوبصورت نوجوان گھاس پر بیٹھا گٹار
پر گیت گا رہا ہے۔ اور ایسا لگتا ہے کہ وہ دنیا کا سب سے
زیادہ خوش انسان ہے۔
رابن ہڈ اور میرین ایک پیڑ کی آڑ سے اُس کا گیت سنتے رہے۔
پھر وہ نوجوان اٹھا اور چلا گیا۔
"کوئی بے فکرا لگتا ہے۔" رابن ہڈ نے کہا۔

"ہاں اس کا دل خوشیوں سے بھرا ہوا معلوم ہوتا ہے تبھی تو وہ گیت گا رہا تھا۔" میری‌ین نے کہا۔

ایک ہفتے کے بعد شام کے وقت جب وہ ٹہلنے نکلے تو انھوں نے دیکھا کہ وہی نوجوان ایک پیڑ کے نیچے اُداس بیٹھا ہے اور اس کا گھوڑا ایک طرف گھاس چر رہا ہے۔

"ایسا لگتا ہے بے چارے پر کوئی مصیبت آن پڑی ہے۔ وہ گیت گانا بھول گیا ہے اور ٹھنڈی آہیں بھر رہا ہے۔" رابن ہُڈ نے میری‌ین کے کان میں کہا

"ہاں میرا بھی یہی خیال ہے۔" میری‌ین نے جواب دیا۔

ان دونوں کے قدموں کی چاپ سُن کر وہ نوجوان اُٹھ کھڑا ہوا اور ان دونوں کو شک بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔

"آپ لوگ کون ہیں؟ اور مجھ سے کیا کام ہے؟" اُس نے گھبرا کر پوچھا۔

"بھائی ہم تُم سے کچھ نہیں چاہتے، صرف تمھارا حال دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ ایک ہفتہ پہلے ہم نے تم کو اسی جگہ خوشی کے گیت گاتے سُنا تھا۔ اِس وقت یوں اداس دیکھ کر ہمیں تعجب ہوا۔ شاید تُم پر کوئی مصیبت آن پڑی ہے۔" رابن ہُڈ نے اس کے کندھے پر

ہاتھ رکھ کر کہا۔

"ہاں آپ کا خیال ٹھیک ہے۔ میں بہت غم زدہ انسان ہوں۔ ایک ہفتہ پہلے اپنی منگیتر سے میری شادی ہونے والی تھی، اُس کا نام ایلن ہے۔ لیکن اب اُس کی شادی کل ایک نواب سے ہو رہی ہے، کیوں کہ ایلن کا باپ نواب کا مقروض ہے، یہی نہیں نواب ایلن کو ایک بڑی رقم بھی دے رہا ہے۔ میں ایک غریب آدمی ہوں، یہ ہے میری دُکھ بھری کہانی۔ دنیا میں کوئی میری مدد نہیں کرسکتا، میری قسمت ہی خراب ہے۔" نوجوان نے کہا۔

"تمھارا کیا نام ہے؟" رابن ہڈ نے پوچھا۔

"مجھے ایلن اڈیل کہتے ہیں۔" اس نے جواب دیا۔

"بھائی ایلن اڈیل تُم گھبراؤ مت، میں یہ شادی نہیں ہونے دوں گا۔ ایلن کی شادی ضرور تمھارے ہی ساتھ ہوگی۔ لیکن ایک شرط ہے کہ تُم دونوں ہمارے گروہ میں شامل ہو جاؤ گے اور ہمارے ساتھ ہی رہو گے۔" رابن ہڈ نے کہا۔

"کیا تم رابن ہڈ ہو۔؟ میں تمھاری ہی تلاش میں تھا میں تُمھارے ہی ساتھ رہوں گا۔" ایلن اڈیل جوش اور خوشی میں بولا۔

رابن ہڈ اس کو جنگل میں اپنے ٹھکانے پر لے گیا اور اپنے

سارے ساتھیوں سے ملوایا۔ نوجوان اب بہت خوش تھا۔

دوسرے دن صبح قصبے کے گرجا گھر میں بہت رونق تھی۔ گرجا گھر کا گھنٹہ برابر بج رہا تھا۔ تھوڑی دیر میں گرجا کا بڑا ہال لوگوں سے بھر گیا۔ ایلن سفید شادی کے جوڑے میں اپنے باپ کے ساتھ گرجا میں داخل ہوئی۔ لیکن اُس کا چہرہ اُداس تھا، ایسا لگتا تھا کہ اُس کو اپنی شادی کی کوئی خوشی نہیں ہے۔ اُس کا ہونے والا شوہر ادھیڑ عمر کا نواب پہلے ہی آن کر بیٹھ گیا تھا۔

پادری نکاح پڑھانے کے لیے کھڑا ہوا۔ اتنے میں ایک آدمی مجمع میں کھڑا ہوا اور چلا کر کہنے لگا۔

پادری صاحب یہ شادی نہیں ہوگی۔ نواب نے غصّہ بھری نظروں سے اُس آدمی کو دیکھا۔ پھر تُرئی کی آواز سُنائی دی اور گرجا کے چاروں دروازوں پر چھ چھ تیر انداز آن کر کھڑے ہوگئے۔ ہر ایک کے ہاتھ میں تیر کمان تھے۔ ہال میں بیٹھے ہوئے لوگوں کی بڑی تعداد نے اٹھ کر پادری اور نواب کو گھیر لیا، یہ سب رابن ہڈ کے آدمی تھے۔ رابن ہڈ جو اَب تک ایک کسان کا لباس پہنے ہوئے تھا اُتار کر اپنے ہرے لباس میں ظاہر ہوگیا اور بولا:

"پادری صاحب، آپ اس مجبور لڑکی کی شادی اُس آدمی کے

ساتھ نہیں کر سکتے جس کو وہ نہیں چاہتی ہے۔ اُس کا منگیتر تو ایلن آڈیل ہے، اسی کے ساتھ اس کی شادی ہوگی۔"

" مگر میں تو یہ شادی نواب صاحب کے ساتھ کرانے یہاں لایا گیا ہوں، کسی دوسرے کے ساتھ نہیں کرا سکتا۔" پادری نے نواب کی طرف دیکھ کر کہا۔ اُسے ڈر تھا کہ اگر اس نے نکاح پڑھا دیا تو نواب اُس سے ناراض ہو کر سزا دے گا۔

" اچھا تو آپ بیٹھ جائیے۔" رابن ہُڈ نے کہا۔ لیکن جب پادری نہیں بیٹھا تو چار آدمیوں نے اُس کو زبردستی بٹھا دیا اور دو آدمی اُس پر چڑھ کر بیٹھ گئے۔ نواب نے اٹھنا چاہا لیکن رابن ہُڈ کے آدمیوں نے اُس کو زبردستی بٹھائے رکھا۔ نواب بے چارہ خاموش بیٹھا رہا۔ اُس کو اپنی جان کا خطرہ تھا۔

رابن ہُڈ نے فرائر ٹُرک کو نکاح پڑھانے کا حکم دیا۔ فرائر ٹُرک نے پادری کا چوغہ اُتار کر پہنا اور نکاح کی رسم ادا کی۔ پھر دولہا دلہن کو مُسکرا کر مبارک باد دی۔ حاضرین نے ایلن اور ایلن اڈیل دونوں کو مبارک باد دی۔

اس طرح ایک بڑی ٹریجڈی خوشی میں بدل گئی۔

سمندر کا سفر

شیر وڈ کے جنگلوں کی زندگی بہت سخت تھی، رابِن ہُڈ اور میرین دونوں تھوڑی تبدیلی چاہتے تھے۔ دوسرے اُس سال سخت سردی پڑنے والی تھی، برفباری کی وجہ سے جنگل میں رہنا دشوار ہو جاتا۔ اس لیے دونوں نے طے کیا کہ وہ کہیں دُور نامعلوم مقام پر سمندر کے کنارے سردیوں کا موسم گزاریں۔ اُن کے ساتھی بھی سخت سردی اپنے گھروں کے آتشدانوں میں آگ جلا کر اپنے بیوی بچّوں کے ساتھ گزارنا چاہتے تھے۔ رابِن ہُڈ نے اُن کو جانے کی اجازت دے دی۔ وہ دونوں دُور سمندر کے کنارے ایک گاؤں میں چلے گئے، جہاں اُن کو کوئی بھی نہیں پہچانتا تھا۔

ایک غریب بڑھیا نے اُن دونوں میاں بیوی کو اپنی لکڑی کے بنے مکان کا ایک حصّہ کرایہ پر دے دیا۔ رابِن ہُڈ نے اپنا نام سائمن بتایا۔

بڑھیا کے پاس ایک کشتی تھی۔ دوسرے ماہی گیر اس کشتی کا بہت کم کرایہ ادا کرتے تھے۔ بڑھیا یہ چاہتی تھی کہ سائمن اس کی کشتی کرایہ پر لے لے، اور جو بھی مچھلیاں پکڑے اُس میں سے آدھی اُس کو دے دے۔

رابن ہڈ بڑھیا کی مدد کرنا چاہتا تھا۔ لیکن مُشکل یہ تھی کہ وہ مچھلیاں پکڑنا نہیں جانتا تھا۔ بڑھیا کے اصرار پر اس نے مچھلی پکڑنے والی کشتی اور جال لیے اور دوسرے مچھیروں کے ساتھ سمندر میں نکل کھڑا ہوا۔ دوسرے مچھیروں نے سمندر میں جال پھینکے تو رابن ہڈ نے بھی اُن کی نقل کی اور اپنا جال سمندر میں پھینک دیا۔ مچھیرے اُس کی اس حرکت پر بہت ہنسے۔ کیوں کہ اُس نے جال میں چارہ نہیں لگایا تھا۔

" میاں سائمن. تم تو بالکل اناڑی ہو۔ بنا چارہ لگائے تم ایک بھی مچھلی نہیں پکڑ سکتے ہو۔" مچھلی پکڑنے والے جہاز کے کپتان نے کہا۔

" یہ تو بڑی محنت کا اور مُشکل کام ہے۔ اس سے اچھا تو شیرؤڈ کے جنگلوں میں ہرنوں کا شکار ہے۔" رابن ہڈ نے سنجیدہ ہو کر کہا۔

" ہاں تم شیرؤڈ کے جنگل میں جا کر رابن ہڈ کے گروہ میں شامل

ہو کر ہرنوں کا شکار کرو۔ مچھلیاں پکڑنا بہت مشکل کام ہے۔ اگر تم نے مچھلیاں نہیں پکڑیں تو تم کو حصّہ میں ایک بھی مچھلی نہیں ملے گی۔" کپتان نے ناراض ہو کر کہا۔

شام ہونے کو تھی، رابن ہڈ نے اب تک ایک بھی مچھلی نہیں پکڑی تھی۔ وہ چپ چاپ بیٹھا سمندر کو تک رہا تھا۔

اتنے میں کپتان اُدھر آیا اور رابن ہڈ سے کہا "تم یہاں آرام سے بیٹھے ہو۔ سمندر میں طوفان آنے والا ہے، اپنی اپنی کشتیوں کو سنبھالو"

رابن ہڈ گھبرا کر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر میں سمندری طوفان نے اُن سب کو گھیر لیا۔ جہاز پانی میں تنکے کی مانند ہچکولے کھانے لگا۔ جہاز کا بہت سارا سامان پانی میں جا گرا۔ ہر لمحہ رابن ہڈ کو ایسا لگتا تھا کہ جہاز اور اُس پر سوار سارے آدمی پانی میں ڈوب جائیں گے رابِن ہُڈ کا سمندری سفر کا یہ پہلا تجربہ تھا۔ اُسے کنارے تک زندہ پہنچنے کی بہت کم امید تھی۔

تین دنوں تک طوفان رہا۔ چوتھے دن سمندر میں سکون ہو گیا۔ تھوڑے فاصلہ پر ایک جہاز کھڑا تھا۔ یہ سمندری لٹیروں کا جہاز تھا۔ کپتان نے یہ دیکھ کر کہا:

" لو بھئی! ایک نئی مصیبت کا سامنا ہے، آسمان سے گرے

کھجور میں اٹک گئے۔ لیٹروں سے مقابلہ کرنا مشکل ہے۔ وہ ہمارا جہاز چھین لیں گے، ممکن ہے، ہمیں غلام بنالیں۔"

سب لوگ پریشان ہوگئے۔ رابن ہڈ نے ان کو پریشان دیکھ کر کہا: "ہم ان کا مقابلہ کریں گے ان کو تیروں سے مار ڈالیں گے۔ ہمیں بھاگنے کی ضرورت نہیں۔"

یہ سُن کر کپتان بولا: "تم منحوس آدمی ہو۔ تم نے جب سے اس جہاز پر قدم رکھا ہے، ہم پر مصیبت نازل ہوگئی ہے۔ ہم تم کو سمندر میں پھینک دیں گے تاکہ بوجھ ہلکا ہو جائے۔"

رابن ہڈ نے تیر کمان سنبھال کر نشانہ لگایا، لیٹروں کے جہاز پر کھڑا ایک آدمی سمندر میں ٹپک پڑا۔ رابن ہڈ نے لگاتار دوسرا، تیسرا اور چوتھا تیر کمان سے چھوڑا۔

لیٹروں کا سردار اپنے جہاز پر کھڑا تھا، رابن ہڈ کا ایک تیر اس کے سینہ میں پیوست ہوگیا اور وہ ڈھیر ہوگیا۔ لیٹروں نے سمجھا کہ جہاز پر سپاہی سوار ہیں، وہ گھبرا کر ایک کشتی میں بیٹھ کر بھاگ نکلے لیکن رابن ہڈ تیر برساتا رہا اور ان میں سے کئی کو زخمی کر دیا۔ لیٹروں کی کشتی ایک چٹان سے ٹکرا گئی اور وہ سب ڈوب گئے۔

یہ دیکھ کر کپتان نے رابن ہڈ سے کہا: "میاں تم اچھے ماہی گیر نہیں ہو لیکن نشانہ بازی میں تمھارا جواب نہیں۔ میں نے تم سے جو کچھ کہا اُس کے لیے مجھے افسوس ہے۔"

"کپتان صاحب، یہ وقت معافی تلافی کا نہیں، چلیے لٹیروں کے جہاز پر چل کر قبضہ کرلیں۔" رابن ہڈ نے کہا۔ وہ سب کشتیوں میں سوار ہو کر لٹیروں کے جہاز پر چڑھ گئے اور اس کو اپنے جہاز کے ساتھ رسّیوں میں باندھ کر ساحل کی طرف کھینچ کرلے آئے۔ ساحل پر ہزاروں آدمیوں کا مجمع تھا وہ سمجھے کہ لٹیروں کا جہاز آگیا ہے۔

کپتان نے لوگوں کو بتایا کہ سائمن (رابن ہڈ) کیسا شاندار نشانہ باز ہے، اور کہا کہ یہ جہاز اب اسی کی ملکیت ہے۔ سائمن نے کہا کہ وہ یہ جہاز فروخت کرنا چاہتا ہے اس جہاز کی معقول قیمت مل گئی، رابن ہڈ نے آدھی قیمت کپتان اور اُس کے آدمیوں کو دے دی اور آدھی اُس غریب بڑھیا کو جس سے اُس نے کشتی کرایہ پر لی تھی۔

رابن ہڈ اور میرین نے جاڑے کا موسم وہاں ہنسی خوشی بتایا اور جب بہار کا موسم شروع ہوگیا تو پھر دونوں اپنے پرانے ٹھکانے شیروڈ کے جنگل میں آگئے

رابن ہڈ اور بادشاہ سلامت کی مُلاقات

انگلستان کے بادشاہ کو رابن ہڈ اور اُس کے آدمیوں کے کارناموں کے بارے میں بہت کچھ علم ہو چکا تھا، رابن ہڈ کا نام سارے ملک میں مشہور ہو چکا تھا۔ بادشاہ کو یہ بخوبی علم تھا کہ رابن ہڈ بہادر انسان ہے اور ایک بے مثال تیرانداز بھی ہے۔ موسم بہار کے دنوں میں بادشاہ سلامت ناٹنگم شہر میں تشریف لائے اور سارے شہر کی دیواروں پر بڑے بڑے پوسٹر لگے دیکھ کر شہر کوتوال سے کہا!

"سارے شہر میں رابن ہڈ کی گرفتاری کے اشتہار آپ نے کیوں لگا رکھے ہیں؟"

"حضور والا۔ رابن ہڈ باغی ہے۔ لٹیرا ہے۔ میرے حکم کو نہیں مانتا، میں جلد ہی اُس کو گرفتار کر کے سخت سزا دینا چاہتا ہوں"۔ کوتوال نے کہا۔

"لیکن میں نے سُنا ہے کہ وہ ایک بہادر اور نیک دل انسان

ہے اور غریبوں کی مدد کرتا ہے۔" بادشاہ نے کہا۔

"حضور والا، بجا ارشاد فرماتے ہیں لیکن وہ ہم امیروں کے لیے مصیبت ہے، ہمیں لوٹتا ہے۔" کوتوال نے کہا۔ بادشاہ یہ سُن کر مُسکرایا۔

"اور حضور والا اُس نے میرے چاندی کے کھانے کے برتنوں کو بھی نہیں چھوڑا۔" کوتوال کی بیوی نے کہا۔

"بہت دلچسپ آدمی معلوم ہوتا ہے رابن ہڈ۔ میں اس سے مل کر دیکھنا چاہتا ہوں کہ وہ کس قماش کا انسان ہے۔" بادشاہ نے کہا۔

یہ بات جلد ہی مشہور ہو گئی کہ بادشاہ سلامت رابن ہڈ سے جنگل میں ملاقات کرنا چاہتے ہیں جہاں وہ شکار کھیلنے جائیں گے، اُن کے ساتھ سو سپاہی ہوں گے۔

بادشاہ سلامت کوتوال کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ اُن کی خدمت میں ایک خط پیش کیا گیا، یہ رابن ہڈ کی طرف سے تھا اُس میں لکھا تھا کہ اگر بادشاہ سلامت سَو سپاہیوں کے ساتھ تشریف لائیں گے تو رابن ہڈ کو جنگل میں نہیں پائیں گے، اگر تنہا آئیں گے تو رابن ہڈ ان کے استقبال کے لیے حاضر رہے گا۔"

بادشاہ نے یہ خط پڑھ کر خاموشی سے رکھ لیا اور دوسرے

دن صبح ایک درویش کا بھیس بدل کر تنہا جنگل کی طرف چل دیا۔
بادشاہ نے دیکھا کہ ایک موٹا آدمی ایک ہرن کا شکار کر کے اُس کے ٹکڑے کر رہا ہے۔ وہ یہ دیکھ کر رُک گیا اور بولا:
"ارے یہ تو شاید بادشاہ کے شکار کے ہرن ہیں"
جانی پہلوان نے مڑ کر دیکھا، اُس کے سامنے ایک درویش کھڑا تھا۔

"سائیں بابا۔ آپ ٹھیک کہتے ہیں یہ بادشاہ کے ہرن ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ چلیں اور جو دال دلیا ہے وہ کھائیں" جانی پہلوان نے ہرن کا گوشت کندھے پر لادا اور درویش کو ساتھ لے کر راابن ہڈ کے ٹھکانے پر پہنچ گیا۔
درویش کو دیکھ کر رابن ہڈ نے اُس کا استقبال کیا اور کچھ کھانے کو پیش کیا۔ پھر کہا۔
"ہم لوگ ذرا نشانے بازی کی مشق کر رہے ہیں۔ آپ آرام فرمائیں"
"مجھے بھی نشانہ بازی کا شوق ہے۔ میں بھی آپ کا ساتھ دوں گا"
درویش نے کہا۔
"ضرور۔ ایک درویش کو تیر اندازی کی مشق کرتے دیکھنا ایک دل چسپ بات ہوگی" رابن ہڈ نے کہا۔

سور مار چرڈلی بھی اس وقت وہاں موجود تھا، اُسے دیکھ کر درویش نے پوچھا۔

" آپ کے درمیان شاید کوئی معزز سورما بھی تشریف رکھتے ہیں!"

" جی ہاں۔ آپ کا خیال درست ہے۔ یہ میرے دوست محترم سور مار چرڈلی ہیں۔ انھوں نے سُنا کہ بادشاہ سلامت ادھر تشریف لائیں گے۔ اُن کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے یہ یہاں موجود ہیں" رابن ہڈ نے کہا۔

سب نشانے باز ایک قطار میں کھڑے ہوکر باری باری تیر کمان سے نشانے لگا رہے تھے۔ جس کسی کا نشانہ خطا کر جاتا تھا اس کی پیٹھ پر برابر والا ایک گھونسہ لگاتا تھا۔

جب درویش کی باری آئی تو اُس نے ایسا تاک کر تیر مارا کہ سیدھا نشانہ پر جا لگا۔ سب نے اُس کے اچوک نشانہ کی تعریف کی۔ اتفاق سے رابن ہڈ کا نشانہ چوک گیا، اُس کے قریب درویش کھڑا تھا، اُس نے رابن ہڈ کی پیٹھ پر ایسا گھونسہ مارا کہ اسے دن میں تارے نظر آ گئے۔

جب نشانہ بازی ختم ہو گئی تو رابن ہڈ نے درویش سے کہا کہ وہ اپنا چوغہ اتار دے تاکہ وہ اس کی اصلیت جان سکے کہ وہ کون ہے۔

درویش نے اپنے کپڑے اتارنے سے انکار کر دیا۔ درویش اور رابن ہڈ میں مذاق مذاق میں زور آزمائی ہونے لگی۔ درویش نے رابن ہڈ کے ایسا داؤں مارا کہ وہ زمین پر چاروں شانے چت جا گرا۔

رابن ہڈ کپڑے جھاڑ کر اٹھ کھڑا ہوا اور ہنستے ہوئے کہا۔
"میں ایسے ہی بہادر اور نڈر آدمیوں پر جان چھڑکتا ہوں آپ واقعی جان باز انسان ہیں"

"میں بھی بہادر اور سچے آدمیوں کی قدر کرتا ہوں" درویش نے ہنس کر کہا۔

سور مار چرڈلی درویش کے قریب آیا تاکہ اُس سے تعارف کر سکے۔ لیکن وہ درویش کو قریب سے دیکھ کر فوراً گھٹنوں کے بل جُھک گیا اور اُس کے ہاتھ چوم کر بولا :

" بادشاہ سلامت آپ کا آنا مبارک ہو"

یہ دیکھ کر سب لوگ ادب سے کھڑے ہوگئے۔ رابن ہڈ نے سر جھکا کر کہا۔

"حضور والا، میں گستاخی کی معافی چاہتا ہوں۔ ہم نے آپ کو پہچانا نہیں تھا"

"لیکن ہم نے تم سب کو پہچان لیا ہے۔ تم سب بہادر اور نیک دل انسان ہو۔ مظلوم ہو، بے گناہ ہو۔ میری خواہش ہے کہ تم جیسے بہادر آدمی ہمارے دربار میں رہیں" بادشاہ سلامت نے کہا۔

رابن ہڈ یہ سن کر خاموش رہا۔ وہ درباداری کے خیال کو پسند نہیں کرتا تھا لیکن وہ یہ بات بادشاہ سے کہہ بھی نہیں سکتا تھا۔

بادشاہ رابن ہڈ کے دل کی بات کو بھانپ گیا۔ اور بولا" میں تم لوگوں پر زبردستی نہیں کروں گا، اگر تم چاہو تو میرے یہاں نوکری کر سکتے ہو۔ میں تم سب کو معافی دیتا ہوں"

ناٹنگم شہر کی ساری گلیاں اور چھتیں لوگوں سے پٹ گئی تھیں۔ سارے شہر میں یہ خبر پھیل گئی تھی کہ بادشاہ سلامت رابن ہڈ اور اس کے آدمیوں کے ساتھ تشریف لارہے ہیں۔

"شہر کے بڑے چوک میں پہنچ کر بادشاہ سلامت رک گئے اور اعلان کیا کہ رابن ہڈ اور اس کے گروہ کے آدمیوں کو اس شرط کے ساتھ معافی دے دی گئی ہے کہ وہ بادشاہ کے بہادر سپاہیوں کے دستہ میں شامل ہو جائیں گے"

رابن ہڈ اور اس کے آدمیوں کے لیے یہ بہت بڑی رعایت تھی، رابن ہڈ نے سوچا کہ اس کی بیوی میرین بھی یہ پسند کرے گی۔

کر شہر میں آرام سے گھریلو زندگی گزارے۔ دوسرے بادشاہ کے یہاں نوکری کا مطلب ہوگا معقول تنخواہ اور عزّت۔

رابن ہڈ نے اپنے ساتھیوں کو اکٹّھا کیا اور اپنے دل کی بات بتادی۔ بعض ساتھیوں نے اُس کے ساتھ چلنے کا فیصلہ کیا جب کہ بعض نے یہ پسند کیا کہ وہ اپنے گھروں پر رہ کر کام کریں گے۔

جب بادشاہ سلامت لندن تشریف لے جانے لگے تو اُن کے ساتھ رابن ہڈ میرین اور اُس کے گروہ کے آدمیوں کا بڑا قافلہ بھی ساتھ تھا۔

بادشاہ کے دربار میں

بادشاہ کے ساتھ رابن ہڈ اور اُس کے بہت سارے ساتھی لندن جا پہنچے۔ وہ سب اس بات سے خوش تھے کہ اب وہ یہاں شاندار اور عیش و عشرت کی زندگی بتائیں گے۔ کھانے پینے کی کمی نہیں ہوگی اور اُن کو ہر ماہ ایک معقول تنخواہ ملا کرے گی۔ لیکن جلد ہی اُن کو اس بات کا احساس ہوگیا کہ درباری زندگی ایسی اچھی نہیں ہے جیسا کہ انھوں نے سوچا تھا۔

رابن ہڈ کا خیال تھا کہ بادشاہ سلامت اُس کو ہر ماہ ایک معقول رقم تنخواہ کی شکل میں دیا کریں گے جس میں سے وہ اپنے آدمیوں کو تنخواہ دیا کرے گا۔ لیکن ایک دن اُس کے دوست ایک سورما نے اُس کو بتایا کہ جو بھی سورما یا امیر دربار میں رہتا ہے وہ اپنے آدمیوں کو تنخواہ خود ادا کرتا ہے اور جو ایسا نہیں کرسکتا اُس کو دربار میں رہنے کا حق نہیں پہنچتا ہے۔

رابن ہڈ اپنے ساتھ اشرفیوں کا بھرا ایک صندوق ساتھ لایا تھا۔ اسی میں سے وہ اپنے آدمیوں کو تنخواہ دیا کرتا تھا اور اپنا خرچ بھی چلاتا تھا وہ شاہ خرچ قسم کا آدمی تھا اس نے اپنے درباری دوستوں کو بھی کافی اُدھار دے دیا تھا۔اُس کا خیال تھا کہ بادشاہ سلامت اُس کو ایک ساتھ بڑی رقم دے دیں گے۔لیکن سور ماد دست کی بات سُن کر وہ پریشان ہو گیا۔ اب اس کے پاس صندوقچے میں چند سونے کے سکّے باقی رہ گئے تھے۔

رآبن ہڈ نے اپنے دوستوں کو قرض بھی دیا تھا، اب اُس کو ضرورت تھی لیکن کسی نے اُس سے لیا ہوا قرض واپس نہیں کیا۔ رآبن ہڈ کا اب اس درباری زندگی سے دل بھر گیا تھا۔ اب اُس کے پاس خرچ کرنے کو پیسے بھی نہیں تھے۔اُس کا دل اُچاٹ ہو گیا تھا۔ایک دن اس نے اپنے سارے ساتھیوں کو اکٹھا کیا اور ساری بات بتادی۔

اُس کے ساتھیوں نے سُن کر کہا کہ انھیں رابن ہڈ سے ہمدردی ہے اور وہ اس کے ساتھ رہنا پسند کریں گے۔لیکن مشکل یہ ہے کہ وہ اس کے ساتھ رہیں گے تو کھائیں گے کیا؟ اُس

کے کئی ساتھی چھوڑ کر اپنے گھروں کو چلے گئے اور بعض نے شیروڈ کے جنگل میں جا کر پناہ لی کیوں کہ وہ کھلی فضا میں زندگی گزارنے کے عادی تھے۔

رابن ہڈ بھی دربار کو چھوڑنا چاہتا تھا، لیکن بادشاہ کی اجازت کے بغیر اس کا وہاں سے نکلنا مناسب بھی نہ تھا۔ اور نا ہی آسان تھا۔ ایک دن اُس نے بادشاہ سے حاضر ہونے کی اجازت لی اور نہایت عاجزی سے عرض کیا کہ وہ چند دنوں کے لیے شیروڈ کی جنگلوں میں جا کر رہنا چاہتا ہے تا کہ تازہ دم ہو جائے۔

بادشاہ نے اُس کی درخواست قبول کر لی اور کہا: "لیکن تم ایک ہفتہ سے زیادہ نہیں رہو گے۔ آٹھویں دن یہاں حاضر ہو جاؤ گے۔"

رابن ہڈ نے بادشاہ کا شکریہ ادا کیا اور ایک ہفتہ میں واپس آنے کا وعدہ کر کے چلا آیا۔

اُس نے اپنی بیوی میرین کو یہ خوش خبری سُنائی اور کہا: "میں اسی وقت روانہ ہو رہا ہوں۔ تم اپنا سامان تیار کر کے ایک دو دن بعد آ جانا۔"

رابن ہڈ اسی دن لندن سے شیر وڈ کے جنگل کے لیے
روانہ ہو گیا۔ اس کا دل وہاں پہنچنے کے لیے بہت
بے قرار تھا۔ اس کا بس چلتا تو وہ اُڑ کر وہاں پہنچ جاتا۔

رابن ہڈ کی واپسی

رابن ہڈ کے لندن جانے کے بعد اُس کے گروہ کے بہت سارے لوگ اِدھر اُدھر ہو گئے تھے۔ فرائر ٹرک اور مِلر کا بیٹا کا تعلق بھی گروہ سے ختم ہو چکا تھا۔ اس کے باپ کی آٹا پیسنے کی چکّی تھی جو کہ مر چکا تھا۔ اُس نے اپنے باپ کی چکّی سنبھال لی تھی۔ فرائر ٹرک اور مِلر کا بیٹا ہر اتوار کو ایک جگہ ملتے تھے اور ماضی کی باتیں کیا کرتے تھے۔

اُس دن وہ دونوں شیر وڈ کے جنگل میں گھوم رہے تھے اور رابن ہڈ کے ساتھ گزارے دنوں کی باتیں کر رہے تھے مِلر کے بیٹے نے کہا:

"مجھے ایسا لگتا ہے جیسے آج جنگل میں رونق سی ہے، جیسے ہمارے بچھڑے ہوئے ساتھی واپس آ گئے ہیں۔"

"دوست یہ تمھارا وہم ہے۔ رابن ہڈ کے دم سے ساری

رونق تھی، اب وہ لندن میں ہے۔ اب یہ جنگل اُداس ہے ویران ہے، ہمارے دلوں کی طرح۔" فرائر ٹرک نے جواب دیا۔

انھوں نے قریب ہی کسی کی باتیں کرنے کی آواز سُنی وہ دونوں اُس طرف چل دیے۔ ایک درخت کے نیچے انھوں نے تین آدمیوں کو دیکھا۔ قریب ہی تین گھوڑے چر رہے تھے۔ جیسے ہی وہ دونوں اُن کے قریب پہنچے بیٹھے ہوئے آدمی میں سے ایک کھڑا ہو گیا اور تلوار نکال لی۔

"ارے بھائی جانی پہلوان، کیا تم ہمیں بھول گئے، ہم ہیں تمھارے پُرانے یار ملر اور فرائر ٹرک۔" فرائر ٹرک نے اپنے پُرانے ساتھی کو پہچان لیا تھا۔ دوسرا آدمی ول اسکارلٹ تھا، اور جو زمین پر لیٹا ہوا تھا، وہ رابن ہڈ تھا۔

وہ ایک دوسرے سے خوشی کے مارے لپٹ گئے۔ ملر کا بیٹا اور فرائر ٹرک رابن ہڈ کے قدموں پر گر پڑے اور اُس کے ہاتھوں اور پیروں کو چومنے لگے۔ اُن کو یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ وہ جو کچھ دیکھ رہے ہیں وہ حقیقت ہے یا خواب ہے۔

رابن ہڈ تھک کر چکنا چور ہو چکا تھا۔ اور زمین پر لیٹا ہوا تھا۔ وہ بغیر رُکے سیدھا لندن سے سفر کرتا ہوا یہاں پہنچا تھا۔

اور اُس میں اٹھنے کی طاقت نہیں تھی۔

”خوش آمدید میرے دوستو۔ میں ایک بار پھر شیر وڈ کے جنگل میں آگیا ہوں، بادشاہ کے ہرنوں کا شکار کرنے، لیکن صرف ایک ہفتے کے لیے“ رابن ہڈ نے کہا۔ پھر اس نے اپنی تُرئی کو مُنھ سے لگایا۔ جنگل میں مدّتوں بعد تُرئی کی آواز گونج اُٹھی۔ اور تھوڑی دیر میں اُس کے گروہ کے آدمی اُس کے اِرد گِرد اکھٹا ہو گئے۔ ان میں سے کچھ وہ بھی تھے جو رابن ہڈ کے ساتھ لندن جا چکے تھے اور جنھوں نے اپنے گھروں کو جانے کے بجائے جنگل ہی میں رہنا پسند کیا تھا۔

رابن ہڈ کے چہرے پر تازگی اور خوشی دوڑ گئی۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اپنے پیارے جنگل میں تھا۔ اس جنگل کے ایک ایک چپّے سے، ایک ایک پیڑ سے اور ایک ایک چشمے سے اس کو محبّت تھی۔

جانی پہلوان، فرائر ٹرک اور اس کے دوسرے ساتھی جانتے تھے کہ وہ ایک ہفتہ کا مہمان ہے اور پھر لندن چلا جائے گا۔ جانی پہلوان اور ول اسکارلٹ نے مل کر ایک پلان بنایا۔ تاکہ رابن ہڈ لندن نہ جا سکے۔ حالانکہ وہ لوگ جانتے تھے کہ رابن ہڈ

کا دل جنگل چھوڑنے کو ہرگز نہیں چاہے گا لیکن وہ بادشاہ کے حکم سے مجبور ہو کر ایسا کرے گا۔

تیسرے دن میرین بھی وہاں آن پہنچی۔ جنگل میں منگل کا سماں ہو گیا۔ جانی پہلوان اور ول اسکارلٹ نے اپنا ارادہ میرین پر ظاہر کر دیا اور کہا کہ وہ اس راز کو اپنے دل میں ہی رکھے۔

ایک ہفتہ بیت گیا اور رابن ہڈ کی لندن کو واپسی کا وقت آ گیا۔ جیسے ہی وہ جانے کو تیار ہوا۔ ول اسکارلٹ نے اس کو دبوچ لیا اور جانی پہلوان نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے اُس کو رسیوں سے جکڑ دیا۔

رابن ہڈ کو اس حرکت پر بہت غصہ آیا! جانی پہلوان نے کہا پیارے سردار! آپ ہماری اس گستاخی کو معاف کر دیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ آپ کا دل یہاں سے جانے کو نہیں چاہتا۔ ہم ایک پیغام لے کر بادشاہ کے پاس جا رہے ہیں تاکہ ہمیں اُن کا فیصلہ معلوم ہو جائے۔"

ول اسکارلٹ لندن کے لیے روانہ ہو گیا، اور ایک ہفتے کے بعد خوش خبری لے کر واپس آیا۔

"سردار مبارک ہو۔ ہم نے بادشاہ سے عرض کیا کہ آپ کے

ساتھیوں نے آپ کو قیدی بنا لیا ہے اور یہ کہ آپ دربار میں خوش نہیں رہ سکتے۔ اس لیے آپ کو شیروڈ کے جنگل میں رہنے کی اجازت دے دی جائے بادشاہ سلامت نے ہماری درخواست کو ہمدردی سے سُنا اور فرمایا کہ اس شرط پر اجازت دی جاتی ہے کہ جب بھی اُن کو ضرورت پڑے گی رابن ہڈ کو اُن کی مدد کے لیے حاضر ہونا پڑے گا۔"

رابن ہڈ، میرین اور اُس کے سارے ساتھی یہ خوش خبری سُن کر خوشی سے ناچنے لگے۔ تمام پُرانے ساتھی ایک بار پھر اکٹھا ہوئے۔ ہرنوں کا شکار کیا گیا اور ایک بہت بڑی دعوت کا انتظام کیا گیا۔ سب لوگ خوشی کے گیت گا رہے تھے اور سارا جنگل اُن کے گیت سے گونج رہا تھا۔

رابِن ہُڈ کی موت

رابن ہڈ بہت دنوں تک زندہ رہا۔ وقت گزرتا گیا، اور وہ بوڑھا ہوگیا۔ اُس کے بال سفید ہوگئے، اس کی بیوی میرین بھی اب بوڑھی ہو چکی تھی۔ رابن ہڈ کے کئی ساتھی بوڑھے ہوکر اللہ کو پیارے ہوگئے۔ جن کو شیر وڈ کے جنگل میں ہی پیڑوں کے نیچے دفن کر دیا گیا تھا۔ رابن ہڈ کا جگری دوست جانی پہلوان ابھی زندہ تھا گو وہ بھی بوڑھا ہو چکا تھا۔

رابن ہڈ نے اپنی بیوی میرین کو ایک خانقاہ میں، جہاں بوڑھی راہبائیں رہتی تھیں، بھیج دیا تھا۔ جنگل کی زندگی سخت تھی اور رابن ہڈ کو معلوم تھا کہ اُس کی موت کے بعد میرین کی خبر گیری مشکل ہو جائے گی۔

ایک صبح بوڑھے رابِن ہڈ نے جانی پہلوان سے کہا: "پیارے جانی میرا دل میرین کو دیکھنے کے لیے بیتاب ہے۔ اب ایسا لگتا

ہے کہ میرا وقت قریب ہے۔ میں اپنی میرین سے آخری بار ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔"

جہاں بوڑھی میرین رہتی تھی وہ جگہ شیر وڈ کے جنگل سے فاصلہ پر تھی۔ وفادار جانی نے رابن ہڈ کو اپنے کندھوں پر بٹھایا اور دھیرے دھیرے خانقاہ کی طرف چل دیا۔ وہاں پہنچتے پہنچتے شام ہوگئی۔ دونوں خانقاہ کے دروازے پر پہنچے، دروازہ کھٹکھٹایا ایک بوڑھی عورت جو خانقاہ کی نگرانی کرتی تھی باہر نکلی۔

رابن ہڈ نے کہا: "میں میرین کا شوہر ہوں۔ اس سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"افسوس، وہ تین ماہ پہلے اس دنیا سے گزر گئی۔" بوڑھی عورت نے دکھ بھری خبر سنائی۔

یہ سن کر رابن ہڈ کو بہت دکھ ہوا۔ اس نے ٹھنڈی سانس بھری اور کہا!

"کیا میں اس کا کمرہ دیکھ سکتا ہوں جہاں اس نے اپنا آخری وقت گزارا تھا۔؟"

رابن ہڈ کو اندر لے جایا گیا۔ رابن ہڈ نے کمرے کی ایک ایک چیز کو دیکھا۔ وہ کھڑکی تک گیا۔ کھڑکی سے اس نے دیکھا کر

اس کا پیارا شیر وڈ کا خوبصورت ہرا بھرا جنگل دُور تک پھیلا ہوا ہے۔ یہاں اس نے اپنی جوانی کے امنگوں بھرے دن اپنے ساتھیوں کے ساتھ اور اپنی پیاری بیوی کے ساتھ گزارے تھے۔ اب اس کا ایک ایک ساتھی بچھڑ چکا تھا۔

رابن ہڈ کو معلوم ہوگیا تھا کہ اُس کا وقت قریب آگیا ہے۔ اُس نے آخری بار اپنی تُرئی کو مُنھ سے لگایا اور تین بار بجایا۔ تُرئی کی کمزور سی آواز سے اُس کی اپنی کمزوری کا اظہار ہو رہا تھا۔ تُرئی کی آواز سُن کر باہر بیٹھا ہوا جانی پہلوان فوراً اندر آیا۔

رابن ہڈ نے کہا: پیارے دوست، خدا حافظ، اب میرا آخری وقت ہے۔ میں اپنی میرین کے پاس جا رہا ہوں۔ میرے ہاتھ میں میری کمان اور تیر دے دو۔ میں آخری بار ایک تیر چلاؤں گا۔ جس جگہ یہ تیر جا کر گرے مجھے وہیں دفن کر دینا۔"

جانی پہلوان نے رابن ہڈ کو تیر اور کمان دیا، اور تیر کو کمان پر چڑھانے میں اس کی مدد کی۔ رابن ہڈ نے جو بھی طاقت تھی لگا کر کھڑکی کے قریب سے ایک تیر چھوڑا۔ تیر دُور شیر وڈ کے جنگل میں جا کر گرا۔

رابن ہڈ نے اطمینان کی سانس لی، اُس کے لبوں پر آخری

بار ایک کمزور سی مُسکراہٹ پھیل گئی اور پھر جانی پہلوان کے بازوؤں میں اپنی جان دے دی اور اپنی آنکھیں بند کرلیں۔

جانی پہلوان نے اپنے سردار کی وصیّت کے مُطابق وہ جگہ تلاش کی جس جگہ وہ تیر جاکر گرا تھا اور اسی جگہ رابن ہڈ کو دفن کردیا۔ گوراابن ہڈ، بہادر اور خوش دل اور رحم دل، غریبوں اور مظلوموں کی مدد کرنے والا انسان اس دنیا سے چلا گیا لیکن اُس کے کارنامے اب بھی زندہ ہیں۔

ختم شد